عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۱۹ تا ۲۵ / رجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۷ ستمبر تا ۳/ اکتوبر ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۱۸

قیمت: ۸ روپے

دعوتِ دین میں حکمت و وسعت

مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب و سُنّت کی روشنی میں

مرزا قادیانی کا دعوئ نبوّت

آخری اور فیصلہ کن بات

وفا شعاری کا نادر نمونہ

بہائی مذہب

یہود کی سازش

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

قادیانیوں کے ساتھ اشتراک تجارت اور میل ملاپ حرام ہے:

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے۔ چونکہ قادیانی مرتد' کافر اور دائرۂ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں' تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا راہ و رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

ج:...... صورت مسئولہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں' اس لئے ان کے ساتھ تجارت کرنا' خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے' کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں۔ گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں' لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی غمی' کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا' عام مسلمانوں کا اختلاط' ان کی باتیں سننا' جلسوں میں ان کو شریک کرنا' ملازم رکھنا' ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

قادیانیوں سے میل جول رکھنا:

س:...... میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے' محلہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور کرائے کے مکان میں علیحدہ رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کر چکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھرانہ کو مدعو نہ کریں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔

اب سوال ہے کہ مجھے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا؟ یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا؟ اس صورتحال میں جو بات صائب ہو اس سے براہ کرم شریعت کا منشاء واضح کریں۔

ج:...... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں' ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

مرزائیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے والا مسلمان:

س:...... جو شخص قادیانیوں کے پاس آتا جاتا ہو اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہو اور قادیانی یہ بھی کہتے ہوں کہ یہ ہمارا آدمی ہے یعنی قادیانی ہے مگر جب خود اس شخص سے پوچھا جاتا ہو تو وہ یہ کہتا ہو کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ مسلمان ہے اور ختم نبوت اور حیات و نزول عیسیٰ اور حضرت مہدی علیہ الرحمہ اور فرضیت جہاد وغیرہ تمام اسلامی عقائد کا قائل ہے اور قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو کافر' کذاب' دجال اور خارج از اسلام سمجھتا ہے تو کیا مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا؟ اگر از روئے شریعت وہ شخص کافر نہیں ہے تو اس پر فتویٰ کفر لگانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بائیکاٹ کریں' سلام و کلام ختم کریں' اس کو علیحدہ کر دیں اور بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آئے۔ اگر باز آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

قادیانیوں کی تقریب میں شرکت کرنا:

س:...... اگر پڑوس میں زیادہ تر مسلمان رہتے ہوں لیکن چند گھرانے قادیانیوں کے بھی ہوں تو ان قادیانیوں سے ان کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے شادی بیاہ میں شرکت اور کھانا پینا یا ویسے ہی راہ و رسم رکھنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے۔ ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں۔ قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | ۹ تا ۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۷ ستمبر تا ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۱۸

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈوکیٹ منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
اللہ کی پسندیدہ قوم کی صفات (دوسری قسط) (مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی)	6
مقام رسول کتاب وسنت کی روشنی میں (پہلی قسط) (مولانا عبدالشکور ترمذیؒ)	11
دعوت دین میں حکمت ووسعت (مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	14
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت......آخری اور فیصلہ کن بات (مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)	17
وفا شعاری کا نادر نمونہ (مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ)	20
بہائی مذہب......یہودی سازش (مودود احمد)	22
قراردادیں......۷ ستمبر یوم ختم نبوت کانفرنس پشاور	24
اخبار ختم نبوت	26

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا : ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ : ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک : ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Tru
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Kar
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں کی جانب سے الیکشن کا بائیکاٹ

بعض اخبارات میں شائع ہونے والی اطلاعات کے مطابق قادیانیوں نے حسب سابق اس مرتبہ بھی انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ کرتے ہوئے اکتوبر میں منعقد ہونے والے الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کیا ہے۔ قادیانی جماعت نے یہ فیصلہ الیکشن کمیشن کی جانب سے انہیں مشترکہ انتخابی فہرست سے نکال کر غیر مسلموں کی فہرست میں شامل کرنے کے فیصلہ کے بعد کیا۔ اس کی جو تفصیل اخبارات میں شائع ہوئی وہ ملاحظہ فرمایئے:

''قادیانی اقلیت نے الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا

کراچی (جنگ نیوز) پاکستان کی قادیانی اقلیت نے عام انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا ہے۔ الیکشن کمیشن نے قادیانیوں کے لئے علیحدہ ووٹنگ کا اعلان کیا جس پر قادیانی کمیونٹی کے ایک ترجمان نے بی بی سی کو بتایا کہ وہ اس مسئلے کو عدالت میں چیلنج کریں گے۔ اس سے قبل الیکشن کمیشن نے قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ الیکشن لڑنے اور ووٹ دینے کی سہولت دی تھی۔''

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴/ستمبر ۲۰۰۲ء)

جبکہ معاصر روزنامے ''خبریں'' کی رپورٹ میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ:

''بی بی سی کے مطابق انہیں اس بات پر اعتراض ہے کہ الیکشن کمیشن نے انہیں مشترکہ انتخابی فہرست سے نکال کر ایک علیحدہ فہرست میں کیوں ڈال دیا ہے۔''

(روزنامہ خبریں کراچی ۱۴/ستمبر ۲۰۰۲ء)

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قادیانی روز اول سے ملک کے غدار ہیں۔ ان آستین کے سانپوں نے ملک کے وجود کو آج تک دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہم قومی واقعات کے حوالے سے ان کی شہرت کبھی اچھی نہیں رہی۔ بانی پاکستان محمد علی جناح کا جنازہ پاکستان کے اس وقت کے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے محض اس وجہ سے نہیں پڑھا تھا کہ بانی پاکستان کے بارے میں وہ غیر مسلم ہونے کا نظریہ رکھتے تھے جس کا اظہار اس نے ان الفاظ کے ساتھ کیا کہ آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان ملک کا کافر وزیر۔ ملک میں مختلف اوقات میں منعقد ہونے والے عام انتخابات میں قادیانیوں نے ہمیشہ پس پردہ ان قوتوں کی حمایت کی جن سے انہیں یہ امید تھی کہ وہ دین دشمنی میں ان کا ساتھ دیں گی۔ جن افراد نے ملک میں دین کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ ڈالی' قادیانیوں نے ہمیشہ ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے بعد سے قادیانیوں نے یہ وطیرہ اپنایا ہوا ہے کہ وہ عام انتخابات کا بائیکاٹ بھی کر دیتے ہیں اور اقلیتی نشستوں پر قادیانیوں کا امیدوار بھی منتخب ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ بھی قادیانیوں نے یہی وطیرہ اپنایا لیکن اس مرتبہ انہیں موجودہ حکومت اور الیکشن کمیشن پر بھی غصہ اتارنے کا موقع ملا' جنہوں نے انہیں غیر مسلموں کی فہرست میں شامل کر کے مخلوط طرز انتخاب میں من مانی کرنے سے روک دیا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے انتخابات سے پیشتر یہ بیان دیا کہ وہ الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے جس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ انہیں اس پر اعتراض ہے کہ الیکشن کمیشن نے انہیں مشترکہ انتخابی فہرست سے نکال کر غیر مسلموں کی علیحدہ فہرست میں کیوں ڈال دیا ہے؟ رائج الوقت انتخابات اس لئے منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ عوام کے منتخب نمائندے اقتدار میں آ کر عوام کی امنگوں کے مطابق ملک کا نظام چلائیں اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں لیکن قادیانیوں کا الیکشن کا بائیکاٹ کرنا بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں نہ ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ عوام کی امنگوں سے کوئی سروکار ہے' وہ صرف اپنے مفاد کا تحفظ چاہتے ہیں' یہ تحفظ انہیں جس ملک میں حاصل ہو جائے' وہ اس ملک کے اس حد تک وفادار بن جاتے ہیں کہ اس کے لئے اپنے سابقہ ملک کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا تک کرنے سے باز نہیں آتے' ان کا مقصود صرف قادیانی مذہب کی ترویج و اشاعت ہے' چونکہ پاکستان میں یہ بظاہر آسانی سے ممکن نہیں' اس لئے انہیں پاکستان ناپسند ہے' مرزا طاہر آئے دن پاکستان کے خلاف جو ہرزہ سرائی کرتا ہے وہ اس بات کا بین ثبوت ہے۔ ہم مسلمانان پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے حلقۂ احباب میں قادیانیوں کی ملک دشمنی واضح کریں تاکہ قادیانیوں کا ملک دشمن ہونا عوام الناس پر واضح ہو جائے اور وہ ان سے اسی طرح دور رہنا شروع کر دیں جس طرح آدمی کسی ملک دشمن شخصیت یا گروہ سے دور رہتا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی

مغرب اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اوچھے سے اوچھا ہتھکنڈا استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہا۔ گزشتہ دنوں امریکہ میں توہین اسلام کے واقعہ اور اس پر مسلمانوں

ختم نبوۃ

کے احتجاج کے بعد اب فرانس میں بھی اس سے ملتا جلتا واقعہ رونما ہوا جس میں انعام یافتہ فرانسیسی ناول نگار نے اپنی ایک کتاب میں اسلام کی تضحیک اور مسلمانوں کی تذلیل کی۔ اخبارات میں اس کی جو تفصیلات شائع ہوئیں وہ درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

’’توہین اسلام پر فرانسیسی ناول نگار کے خلاف پیرس میں مقدمہ دائر

پیرس (امت نیوز) انعام یافتہ فرانسیسی ناول نگار مشیل ہولبیک کے خلاف دین اسلام کی تضحیک اور نفرت پھیلانے اور مسلمانوں کی تذلیل کرنے کے الزام میں مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے۔ مشیل ہولبیک کی کتاب پلیٹ فارم کے مندرجات اور اس بارے میں دیئے گئے ایک انٹرویو کی بنیاد پر ان کے خلاف پیرس کی ایک عدالت میں یہ مقدمہ فرانس میں دو بڑی مساجد اور مسلمانوں کی دو تنظیموں کی طرف سے دائر کیا گیا ہے۔‘‘ (روزنامہ امت کراچی ۱۸/ستمبر ۲۰۰۲ء)

۱۱/ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا میں اسلام کے بارے میں دو تاثر بہت شدت سے ابھرے: ایک مثبت تاثر اور دوسرا منفی تاثر۔ مثبت تاثر تو مسلمانوں میں ابھرا جو اس واقعہ کے بعد اسلام کے خلاف ہونے والے بے بنیاد پروپیگنڈے اور مسلمانوں پر مظالم اور سختیوں کے بعد پہلے سے بھی زیادہ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو گئے اور یہ مثبت تاثر ان غیر مسلموں میں بھی ابھرا جنہوں نے اس واقعہ کے بعد اسلام کا غیر جانبداری اور ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسلام بلاشبہ سچا مذہب ہے اور اس کی تعلیمات دنیا کو امن و سکون کا گہوارا بنانے کے سلسلے میں مشعل راہ ہیں' ان غیر مسلموں نے اس مطالعہ کے بعد یا تو اسلام قبول کر لیا یا پھر ان کی ہمدردیاں اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ہو گئیں۔ اس کے برعکس منفی تاثر ان لوگوں نے لیا جو پہلے ہی اسلام کے بارے میں تعصب اور جارحیت پر مبنی رویہ اپنائے ہوئے تھے' ان افراد نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پہلے سے بھی زیادہ تعصب برتنا شروع کر دیا اور ان کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رویہ میں اور زیادہ شدت آ گئی' ان لوگوں نے اپنی اسلام دشمن پروپیگنڈا مہم اور تیز کر دی اور چن چن کر مسلمانوں کو نشانہ بنانا شروع کیا۔ ان لوگوں کا جب کسی مسلمان پر بس نہ چلا تو انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کر دی۔ گزشتہ دنوں امریکہ میں اور اب فرانس میں تقریباً ملتے جلتے واقعات میں وہاں کے ممتاز مقررین اور مصنفین نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ یہ رویہ کیوں اختیار کیا جا رہا ہے؟ اور کس کے کہنے پر اختیار کیا جا رہا ہے؟ اس کے عوامل کسی پر مخفی نہیں۔ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے' عظیم تر اسرائیل کے منصوبے کی تکمیل اور اس جیسے دیگر مقاصد کے حصول کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ چونکہ اسلام اور مسلمان ان عزائم کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ ہیں' اس لئے مسلمانوں کو الجھانے اور دنیا کو اسلام سے روکنے کے لئے کبھی قادیانیت کا فتنہ اٹھایا جاتا ہے اور کبھی دیگر فتنے کھڑے کئے جاتے ہیں جن کے ذریعہ مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کی سازش کی جاتی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فرانسیسی مصنف کی ہرزہ سرائی بھی دراصل دنیا کو اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے کی ایک مذموم کوشش ہے۔ اس کوشش کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن ماضی میں اس قسم کی کوششیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت و شہرت میں مزید اضافہ کا باعث بنتی رہی ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیمات کے بارے میں جاننے کی جستجو پیدا ہوئی' جو ان میں سے بعض کے قبول اسلام کا ذریعہ بنی۔ ہم اس سلسلہ میں مغربی دنیا پر عموماً اور حکومت فرانس پر خصوصاً یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ان ممالک کی حدود میں رونما ہونے والا یہ واقعہ اسلام اور مسلمانوں پر تو انشاء اللہ کوئی اثر نہیں ڈال سکے گا لیکن مغرب کے انسانی حقوق کے دعویداروں' جن میں فرانس بھی شامل ہے' کے منہ پر یہ واقعہ ایک طمانچہ ہے۔ اگر وہ اپنے زیر اقتدار افراد کو دنیا کے عظیم ترین مذہب کے بارے میں تضحیک آمیز ریمارکس دینے سے نہیں روک سکتے تو وہ بلا مبالغہ ناکام ترین حکومتوں میں شمار کئے جانے کے لائق ہیں۔ فرانسیسی حکمرانوں کو بھی اور اس فرانسیسی مصنف کو بھی اس ناپاک جسارت پر امت مسلمہ سے معافی مانگنی چاہئے ورنہ ان کا یہ رویہ امت مسلمہ پر ان کے بارے میں ایسا تاثر چھوڑے گا جس کی تلافی کسی صورت میں ممکن نہیں ہوگی اور اگر مصنف معافی مانگنے سے انکار کر دے تو فرانس کے مسلمانوں کو پوری تندہی کے ساتھ اس کے خلاف مقدمے کی پیروی کر کے اسے قرار واقعی سزا دلوانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

متحدہ مجلس عمل کی قادیانیوں کو ٹکٹ دینے کی تردید

گزشتہ دنوں بعض اخبارات میں ایسی خبریں شائع ہوئیں جن سے یہ تاثر ابھرتا تھا کہ متحدہ مجلس عمل عام انتخابات میں اقلیتی نشستوں پر ایک قادیانی امیدوار کو ٹکٹ دے گی۔ ان خبروں کی اشاعت پر دینی حلقوں میں شکوک و شبہات نے جنم لیا۔ جب اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داروں نے متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں علامہ شاہ احمد نورانی اور منور حسن سے رابطہ کیا تو انہوں نے اس کی مکمل طور پر تردید کی اور کہا کہ متحدہ مجلس عمل خدام ختم نبوت پر مشتمل ہے' قادیانی چونکہ زندیق اور مرتد ہیں' اس لئے انہیں اقلیتی نشست پر متحدہ مجلس عمل کی جانب سے ٹکٹ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ متحدہ مجلس عمل' جو کہ مختلف مکاتب فکر پر مشتمل مذہبی جماعتوں کا سیاسی پلیٹ فارم ہے' اس میں شامل تمام مکاتب فکر قادیانی زندیقوں کے کفر و ارتداد پر متفق ہیں اور انہیں کسی صورت متحدہ مجلس عمل کی جانب سے ٹکٹ دینے کے روادار نہیں۔ اس وضاحت کے بعد اس حوالے سے جنم لینے والی خبروں اور شکوک و شبہات کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔

ختم نبوة

مولانا عزیز الرحمن رحمانی

دوسری قسط

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم کی صفات

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم کی تیسری صفت ہے اذلة علی المؤمنین یعنی مومنین پر بہت نرم ہوں گے' یعنی اس پسندیدہ قوم کا مسلمانوں کے ساتھ شفقت اور نرمی والا معاملہ ہوگا' حدیث شریف میں آیا ہے:" المومنون کجسد واحد الخ" (یعنی مومن تمام کے تمام ایک جسم کی مانند ہیں' اگر سر میں درد اور تکلیف ہو تو پورے جسم کو اس کا احساس ہوتا ہے)' حدیث مبارکہ میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:" المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ" (یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے (دیگر) مسلمان محفوظ ہوں۔) مسلمان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ اگر مشرق و مغرب میں رہنے والے کسی مسلمان کی تکلیف کا علم اسے ہوجائے تو وہ بے چین ہوجائے اور جب تک اس کی تکلیف کا ازالہ نہ کرلے' چین وسکون نہ پائے۔ کتب تواریخ میں مسلمانوں کے اس طرح کے قصے بکثرت مذکور ہیں کہ ایک مسلمان کی تکلیف کی خاطر مسلمانوں نے پوری حکومت کو داؤ پر لگا دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ایک مشہور واقعہ کتابوں میں ملتا ہے کہ ایک مسلمان قیدی قیصر روم کے دربار میں لایا گیا (یاد رہے کہ روم کی حکومت اس زمانے میں دنیا کی سپر پاور کہلاتی تھی) قیصر کے ایک جرنل نے بھرے دربار میں اس مسلمان کو بے عزت کیا اور اسے تھپڑ مارا' اس مسلمان نے اس دربار میں آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: معاویہ! تو ہمارا امیر ہے اور تیرے دور امارت میں ایک مسلمان کفار کے دربار میں ایک کافر کے ہاتھوں ذلیل ہوا ہے' قیامت کے دن اللہ تجھ سے پوچھے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے جاسوسوں نے یہ بات پہنچائی (اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان حکمران اس زمانے میں مسلمانوں کے حالات سے باخبر رہا کرتے تھے اور باخبری کے لئے اپنے کارندوں کو کفار کے دربار میں متعین کیا کرتے تھے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مسلمان کی یہ بات سن کر آج کے حکمرانوں کی طرح سے اس کی طرف سے اپنی آنکھیں بند نہیں کرلیں' اور نہ بے فکری سے یہ کہا کہ میں کیا کرسکتا ہوں؟ میں نے کوئی ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا کسی شخص کی انفرادی مصیبت کا؟ بلکہ یہ جملہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ بے چین ہوگئے اور آپ نے اپنی حکومت کے تمام ذمہ داروں کو جمع کرکے فرمایا کہ مجھے یہ جرنل ہر قیمت پر زندہ اس دربار میں چاہئے' تاکہ اسے یہ بتایا جائے کہ مسلمان ذلیل اور کمزور نہیں ہے۔ اس حکم کی تعمیل کے لئے دو مسلمان بیت المال سے خطیر رقم لے کر تاجروں کے بھیس میں روم پہنچے' وہاں انہوں نے اپنے آپ کو بہت بڑا تاجر ظاہر کیا' انہوں نے وہاں کے حکمرانوں سے تعلقات پیدا کئے اور ان کے دربار تک رسائی حاصل کی اور اپنے آپ کو با اعتماد ثابت کیا' اور آخر کار اس جرنل کو اپنے گھر میں دعوت کے بہانے بلا کر اسے بے دست و پا کرکے باندھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچا دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مسلمان کو بلوایا اور کہا کہ تیرا مجرم حاضر ہے' اس سے اپنا بدلہ لے (اور خبردار! زیادہ نہیں لینا' جتنا اس نے تیرے ساتھ کیا تھا اتنا ہی کرنا)' اس مسلمان کے اپنا بدلہ لینے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ اس جرنل کو آزاد کردو' اور آزاد کرنے کے بعد آپ نے اس سے فرمایا کہ تمہیں صرف اس لئے گرفتار کروایا تھا کہ تمہارے علم میں یہ بات لائی جاسکے کہ مسلمان نہ بے غیرت ہے' نہ ذلیل اور نہ اتنا کمزور ہے کہ تم کفار اپنے دربار میں اسے بے عزت کرو' اپنے بادشاہ کو جا کر یہ بات بتادینا کہ اگر آئندہ کسی مسلمان کو بے عزت کرنے کی کوشش کی تو ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

تاریخ میں مذکور ہے کہ جب وہ جنرل قیصر کے دربار میں اپنی سرگزشت سنا رہا تھا تو قیصر روم کے درباریوں پر لرزہ طاری تھا اور ہر درباری پر ایک سکتے کی سی کیفیت طاری تھی۔

تاریخ میں یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ حجاج بن یوسف نے ایک عورت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سندھ پر لشکر کشی کی تھی جس کے نتیجے میں سندھ دارالاسلام بنا۔

تاریخ میں یہ واقعہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عموریہ روم کا سب سے مضبوط اور ناقابل تسخیر شہر تھا' مشہور عباسی خلیفہ معتصم باللہ نے اسے فتح کیا تھا' اس کے فتح کرنے کا عجیب سبب ہوا' ابن اثیر نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''الکامل'' میں لکھا ہے کہ معتصم اپنے دربار میں حسب معمول تخت پر بیٹھا تھا' اس کو کسی نے آکر یہ خبر دی کہ عموریہ میں ایک مسلمان ہاشمی عورت رومیوں کی قید میں ہے اور وہ چیخ چیخ کر اپنے مسلمان خلیفہ کو'' وامعتصماہ! وامعتصماہ'' کہہ کر پکارتی ہے' معتصم نے جیسے ہی یہ خبر سنی تو لبیک لبیک کہتے ہوئے اٹھا' اسی وقت نفیر عام کا اعلان کیا' وصیت لکھی' لشکر جمع کیا اور پوچھا کہ رومیوں کا سب سے مضبوط شہر کون سا ہے؟ کہا گیا کہ عموریہ' یہ رومیوں کا ایک ناقابل تسخیر شہر تھا' مسلمان آج تک اس کی طرف نہیں بڑھے تھے' رومیوں کے نزدیک عموریہ قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزیز تھا' معتصم لشکر لے کر خود عموریہ کی طرف بڑھا اور پچپن دن کے محاصرے کے بعد اسے فتح کر لیا۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ از ابن الحسن عباسی)

اس طرح کے ہزاروں واقعات سے تاریخ کی کتب بھری پڑی ہیں' جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر بہت زیادہ رحم کرنے والے' شفقت کرنے والے' ایک دوسرے کے دکھ درد میں بے چین اور بے قرار ہونے والے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں' سورۂ فتح میں رب تعالیٰ شانہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: "رحماء بینھم" خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء اور صحابہ کرام کا حال یہ ہے کہ آپس میں رحم کرنے والے ہیں' ایک دوسرے پر ایثار کرنے والے ہیں' خود پر اپنے مسلمان بھائیوں کو فوقیت دینے والے ہیں' خود بھوکا رہنا اور تکلیف برداشت کرنا لیکن اپنے مسلمان بھائی کا پیٹ بھرنے کی فکر کرنا' خود تکلیف سہہ کر اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف اور دکھ کا مداوا کرنا مسلمان کی شان ہے' جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے اپنی پسندیدہ قوم کی ایک صفت اذلة علی المومنین بیان فرمائی۔

حضرات صحابہ کرامؓ کے ایثار و محبت کے کچھ واقعات:

ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا' کہیں کچھ نہ ملا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ان کی رات کی مہمانی قبول کرے؟ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میں مہمانی کروں گا' ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور کے مہمان ہیں' جو اکرام کر سکے اس میں کسر نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا' بیوی نے کہا کہ خدا کی قسم! بچوں کے لئے کچھ تھوڑا سا رکھا ہوا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں' صحابی نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھ کر اسے بجھا دینا' چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری۔ (ماخوذ از حکایات صحابہؓ)

حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لے لیا کہ ممکن ہے کہ وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں' اتفاق سے ایک جگہ وہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جان کنی شروع تھی' میں نے پوچھا کہ پانی کا گھونٹ دوں' انہوں نے اشارے سے ہاں کی' اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے آہ کی' میرے چچازاد بھائی نے ان کی آواز سنی مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا' میں ان کے پاس پانی لے کر گیا' وہ ہشام بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے' ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے ہوئے دم توڑ رہے تھے' انہوں نے بھی آہ کی' ہشام نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کر دیا' میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا' ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے' ان کے پاس سے اپنے چچازاد بھائی کے پاس لوٹا تو اتنے میں وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ

ختم نبوۃ

راجعون۔ (ماخوذ از حکایات صحابہؓ)

تفسیر ''معارف القرآن'' میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایثار صحابہ کے مختلف واقعات نقل فرمائے ہیں' ایک واقعہ یہ نقل فرمایا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک بزرگ کو کسی شخص نے ایک بکری کی سری بطور ہدیہ پیش کی' اس بزرگ نے خیال کیا کہ ہمارا فلاں بھائی اور اس کے اہل و عیال ہم سے زیادہ ضرورت مند ہیں' یہ سری ان کے پاس بھیج دی' اس دوسرے بزرگ کے پاس پہنچی تو اسی طرح انہوں نے تیسرے کے پاس اور تیسرے نے چوتھے کے پاس بھیج دی' یہاں تک کہ سات گھروں میں پھرنے کے بعد پھر پہلے بزرگ کے پاس وہ سری واپس آ گئی۔ (معارف القرآن ج نمبر ۸ ص ۳۷۸)

اللہ رب العزت کی پسندیدہ قوم کی چوتھی صفت

آیت مذکورہ میں جو بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے: ''اعزۃ علی الکافرین'' یعنی وہ قوم کفار پر زبردست ہوگی' کفر اور اہل کفر کے لئے ان کے دل میں قطعاً نرم گوشہ نہیں ہوگا۔ متعدد مقامات پر قرآن کریم میں مختلف انداز میں رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس صفت کے اپنانے کی ترغیب دی ہے' نیز اس سلسلے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یوں تاکید فرمائی ہے:

''اے نبی! کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے۔''

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کی دلجوئی کے لئے ان کے منافق والد کا جنازہ پڑھا تو اس پر سختی سے اللہ کی طرف سے حکم جاری ہوا:

''نہ ان کی نماز پڑھیں اور نہ کبھی ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔''

غزوۂ بدر کے موقع پر جب مشرکین مکہ کو تاریخی ہزیمت اور شکست ہوئی' ستر بڑے بڑے مشرکین چند مسلمانوں کے ہاتھوں واصل جہنم ہوئے' اور بہت سے گرفتار ہوئے (جو ستر کے قریب تھے) اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فطری نرمی اور رأفت کے پیش نظر ان تمام مشرکین کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا تو رب کائنات کے دربار سے پیار بھری ڈانٹ نازل ہوئی: ''کسی نبی کی شان نہیں ہے کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں' جب تک کہ زمین میں اچھی طرح سے خون ریزی نہ کریں۔''

سورۂ محمد میں رب تعالیٰ شانہ فرما رہے ہیں کہ:

''جب تمہارا کفار سے مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں مارو'' یعنی جب اچھی طرح سے خون بہا کر ان کی ظاہری شان و شوکت کو مٹی میں ملا چکو تو پھر خوب اچھی طرح سے باندھ لو' یعنی قیدی بنالو کفار اور مشرکین کو' پھر (تمہارے امیر کی مرضی ہے) کہ احسان کر کے چھوڑ دے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے یا قیدیوں کے تبادلے میں رہا کر دے' یا ان سے آئندہ لڑائی نہ کرنے کا عہدو پیماں لے کر چھوڑ دے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اسلام کی سربلندی کے لئے ایسی بے نظیر قربانیاں پیش کی ہیں کہ قیامت تک زمین و آسمان میں اس کی مثال کوئی اور پیش نہیں کر سکتا' ہر صحابیؓ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھوڑا سا وقت بھی اسلام کی حالت میں گزارا ہے' وہ آئندہ آنے والوں کے لئے ایک نمونہ اور مثال بن گیا۔ اسی لئے خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

''اصحابی کالنجوم'' یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' پھر ان صحابہ کرام میں خلیفۃ المسلمین صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام اتنا بڑا ہے کہ امت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاؑ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ اور مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے' جن کے بارے میں نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ابوبکر کے احسانات کا بدلہ چکانا میرے بس میں نہیں ہے' اللہ ہی اسے جزاء دے گا' ان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا واقعہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے کہ ان کے ایک صاحبزادے (جو غزوۂ بدر کے بعد اسلام میں داخل ہوئے تھے) نے ایک مرتبہ کسی موقع پر ان سے عرض کیا کہ ابا جان غزوۂ بدر میں کئی مرتبہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے تھے لیکن میں نے باپ ہونے کی وجہ سے آپ کا خیال رکھتے ہوئے اپنا رخ آپ سے پھیر لیا تھا' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جان پدر! اگر تو میری تلوار کی زد میں آ جاتا تو ابوبکر تیرے بیٹا ہونے کا لحاظ ہرگز نہ کرتا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تیرا خون بہانے سے ہرگز دریغ نہیں کرتا' کفار پر زبردست ہونے کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہوگی کہ باپ اپنے بیٹے کی فکر نہیں کر رہا؟ اس طرح کے اور بہت سے واقعات سے تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں' اور مومن کی اصل شان ہی یہی ہے کہ کفر اور اس کی طاقتوں کے سامنے کبھی سر نہیں جھکاتا اور نہ اس سے گھبراتا ہے' اور نہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مقابلے میں اس کی پرواہ کرتا ہے' اور یہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم کی ایک اعلیٰ صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم کی پانچویں صفت

ہے: ''یجاھدون فی سبیل اللہ'' یعنی وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ جہاد اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ اور بقاء کا ایک اہم ذریعہ اور شعبہ ہے جس کے فضائل سے قرآن کی آیات

واحادیث مبارکہ بھری ہوئی ہیں' محدثین اور فقہاء کرام نے اپنی جمع کردہ احادیث اور مرتب کردہ فقہ کی کتابوں میں جس طرح اسلام کے چار ارکان پر کتابیں باندھی ہیں' اسی طرح سے جہاد کے عنوان سے بھی کتابوں کو مزین کیا ہے' آج کا مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ ''جہاد'' صرف نفس سے جہاد کرنے کا نام ہے' جب کہ جہاد کا سب سے اہم شعبہ قتال ہے' اور جہاد فی سبیل اللہ قرآن اور احادیث مبارکہ میں جہاں بھی بولا جاتا ہے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال ہی لیا ہے' جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ تم کفار سے اس وقت تک لڑو جب تک کہ ان میں فساد نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کا نہ ہو جائے۔

سورۃ بقرہ میں حق تعالیٰ فرما رہے ہیں : کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم یعنی جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے' اگرچہ طبعاً تم کو یہ ناگوار لگتا ہے' حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے جہاد کی فرضیت ثابت ہوتی ہے' اور مزید فرماتے ہیں کہ جہاد فرض ہے جبکہ اس کے شرائط پائے جائیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں' اور فرض دو طرح کا ہوتا ہے: (۱) فرض عین' (۲) فرض کفایہ' سو اعدائے دین جب مسلمانوں پر چڑھ آئیں تب تو جہاد فرض عین ہے' ورنہ فرض کفایہ ہے' گویا اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک اقدامی اور (۲) دفاعی۔ (حاشیہ برقرآن از حضرت تھانویؒ)

جب کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں اور انہیں ختم کرنے کے لئے مقابلے پر اتر آئیں تو دفاعی جہاد ہر مسلمان مرد' عاقل بالغ جوان پر فرض عین ہوگا' اور از خود مسلمانوں کا کفار پر حملہ کرنا یہ فرض کفایہ ہے' اور فرض کفایہ کی انجام دہی کے لئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک جماعت ہر وقت پوری دنیا میں کہیں نہ کہیں اس فریضے کی انجام دہی میں مصروف رہے' ورنہ پوری امت گناہگار ہوگی۔

جہاد کی فرضیت اللہ رب العزت کی طرف سے نازل ہونے کے بعد رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت تک اس میں مصروف رہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ۲۷ غزوات میں شریک ہوئے اور غزوۂ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارکہ شہید ہوئے۔ غزوۂ حنین میں ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے مقابلے میں تنہا رہ گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جرأت اور شجاعت کے ساتھ ڈٹے رہے' اس اہم فریضے کی ادائیگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے' جہاد جیسے اہم فریضے کی ادائیگی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۵ مرتبہ مختلف مقامات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعتیں روانہ فرمائیں جنہیں اصطلاح شرع میں ''سریہ'' کہا جاتا ہے' اور جن جنگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہوئے اس معرکہ اور جنگ کو اصطلاح شریعت میں غزوہ کہا جاتا ہے۔ ان غزوات کی تعداد جیسا کہ مذکور ہوا' ۲۷ ہے' ان میں سب سے پہلا غزوہ اور اسلام اور کفر کا سب سے بڑا معرکہ بدر کا ہے' جس میں مسلمانوں کی تعداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سو تیرہ تھی' اور مسلمانوں نے باوجود اپنی قلت اور نہایت بے سروسامانی کے جس جرأت وشجاعت اور بے جگری کا مظاہرہ کیا تھا' اور جس طرح اپنی جان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی تھی' اس کے صلے میں رب تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مغفرت کا پروانہ عطا فرما کر یہاں تک فرما دیا کہ آج کے بعد جو چاہو کرو' میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے راضی ہو چکا ہوں۔

صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک صحابی حارثہ بدر کے دن شہید ہو گئے' ان کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ مجھے حارثہ سے کس قدر محبت تھی' (اب اس جنگ میں کام آنے کے بعد اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھوں اور اگر (خدانخواستہ ایسا نہیں ہے) تو پھر میں ایسا جزع فزع اور نالہ' بکاء کروں گی کہ آپ دیکھیں گے' خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تیرے اوپر رحم کرے' جنت کوئی ایک تھوڑی ہے' وہاں تو بہت ساری جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا تو سب سے اعلیٰ جنت' جنت الفردوس میں ہے۔'' (باب فضل من شہید بدر صحیح البخاری)

غزوۂ بدر کے بعد دوسرا بڑا معرکہ جنگ احد کا تھا' جس میں ستر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے' اس جنگ میں سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت حنظلہ حضرت عمر بن جموح' حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضرت جعفر طیارؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے غلبۂ اسلام اور تحفظ و بقاء دین کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے رب کے دربار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مغفرت و رضوان کا پروانہ حاصل کیا۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوة

۹ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ تبوک کی طرف جہاد کے لئے روانہ ہوئے' سخت گرمی کے زمانے میں عرب کے صحراء میں تپتی ہوئی زمین پر سفر کرنا اور چلچلاتی دھوپ اور گرم ہواؤں کے تھپیڑوں کو برداشت کرنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جاں نثار رفقاء کا یہ عمل صرف اور صرف جہاد فی سبیل اللہ جیسے فریضے کی ادائیگی کے لئے تھا۔ اس فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لئے جس جس مسلمان نے مجاہدین کے ساتھ تعاون کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت اور خوشخبری سنائی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال پیش فرمایا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مال کا نصف پیش کیا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ مع ساز و سامان اور ایک ہزار اشرفی نقد پیش فرمائیں' بہرحال جس سے جو ہوسکا اس نے معرکۂ کفر و اسلام میں اپنی جان کے ساتھ ساتھ پیش کیا' یہ جہاد مومن اور منافق میں امتیاز کے لئے ایک بہترین کسوٹی ثابت ہوا' منافقین کھل کر سامنے آگئے اور انہوں نے اس میں شرکت کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ گرمی بہت سخت ہے' اس سخت گرمی میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا اچھا نہیں ہے اور کہا کہ: ''لا تنفروا فی الحر'' یعنی گرمی میں مت نکلو' رب تعالیٰ شانہ نے جواب میں فرمایا: ''اے نبی! آپ فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ تمام گرمیوں سے بہت زیادہ شدید ہے۔''

خلاصہ یہ کہ جہاد کی ادائیگی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہت زیادہ معرکوں میں حصہ لیا اور بنفس نفیس مسلمانوں کی کمانڈ کی' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس فریضے کو زندہ و تابندہ رکھا' اور ہندوستان و روس' بخارا و ثمرقند' یونان و ایران اور چین تک جہاد کے ذریعے اسلام کے جھنڈے کو بلند کیا اور پوری دنیا میں ہر چیز سے بے پرواہ ہوکر اپنے گھربار' اپنے شہر' اپنی اولاد اور اپنے راحت و سکون کو قربان کر کے رب کے نظام کو اس کی زمین پر قائم کرنے کے لئے تکالیف اور مشقتیں برداشت کیں' اور اسی کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ نے ان چند افراد کے ہاتھوں اپنے زمانے کی سپر طاقتوں (یعنی قیصر جو عیسائیوں کی اپنے زمانے کی سب سے بڑی طاقت تھی اور کسریٰ جو ایران کی رعب و دبدبہ والی بادشاہت تھی) کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت و خواری کے ساتھ تاریخ کا قصۂ پارینہ بنا دیا۔

جہاد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل ترین عمل فرمایا ہے' ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جہاد کے برابر کوئی عمل ہے تو ارشاد فرمائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کوئی عمل تو میں نہیں پاتا جو جہاد کے برابر ہو' قرآن کریم میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور جہاد فی سبیل اللہ کرو اپنے جان اور مال کے ساتھ' (اس کے بدلے میں) تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور تم جنت میں داخل کئے جاؤ گے' ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے افضل آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا' آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے۔ ایک حدیث میں مجاہد فی سبیل اللہ کو صائم الدھر سے تشبیہ دی گئی' ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک دن یا ایک شام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے' ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جہنم کی آگ اور اللہ کے راستے کی دھول جمع نہیں ہوگی' اللہ کے راستے میں زخمی ہونے والے کو بشارت دی گئی کہ قیامت کے دن وہ اپنے بہتے ہوئے زخم کے ساتھ آئے گا اور اس کے خون سے مشک کی خوشبو آرہی ہوگی' ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کو قتال اور جہاد پر ابھارنے کا حکم دیا: ''یا ایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال'' یعنی اے نبی! مومنین کو قتال پر ابھاریئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت جہاد پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لبیک کہتے ہوئے اپنا ترانہ پیش فرمایا:

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجھاد ما بقینا ابدا

یعنی ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر جہاد کی بیعت کی ہے' جب تک کہ ہم زندہ ہیں' حاصل یہ کہ جہاد فی سبیل اللہ دین اسلام کا اہم ستون ہے' دین کی اساس اور بنیاد جہاد کے ساتھ وابستہ ہے' اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ اور بقاء جہاد کے زندہ رہنے میں ہے' اور جو لوگ اس شعبے سے وابستہ ہیں اور اس میدان میں مصروف عمل ہیں وہ اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نامزد فرمایا ہے۔

(جاری ہے)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

مقامِ رسول

کتاب وسُنّت کی روشنی میں

مولانا عبدالشکور ترمذیؒ

یہ سخت غلط فہمی ہے کہ نبوت کو ان کمالات میں سے سمجھ لیا جائے جو پہلی امتوں کو کسی عبادت وریاضت کے صلہ میں یا انعام کے طور پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ یہ صرف تشریعی ضرورتوں کی تکمیل کا ایک منصب ہے' جس میں قدرت اس کی صلاحیت پیدا کرتی ہے' اس کو اس منصب کے لئے منتخب کرلیتی ہے۔

نبوت کا تعلق کسب سے نہیں بلکہ اصطفاء واجتباء سے ہے:

اگر نبوت ان کمالات میں سے ہوتی جو مجاہدات و ریاضت' پاکبازی' حسن نیت' وغیرہ عبادات کے صلہ میں انعامی طور پر ملتے ہیں تو یقیناً اس کے لئے سب سے موافق زمانہ خود نبی کی موجودگی کا زمانہ ہوتا' کیونکہ جتنی عملی جدوجہد' اتباع بشریعت کا جتنا جذبہ خود نبی کے زمانہ میں ہوتا ہے اس کے بعد نہیں ہوتا مگر نبوت کی تاریخ اس کے برخلاف ہے' یعنی جب خدا تعالیٰ کی زمین شر وفساد' طغیانی وسرکشی' تکبر وغرور سے بھرگئی ہے' صلاح وتقویٰ کا تخم فاسد ہوگیا ہے' رشد وہدایت کے آثار محو ہوگئے ہیں' وہی وقت انبیاؑ علیہم السلام کی آمد کا سب سے زیادہ موزوں قرار پایا ہے' کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا آسان نہیں ہے کہ نبوت وہ انعام نہیں ہے کہ ولایت وصدیقیت کی طرح امتوں میں تقسیم کی جائے بلکہ دنیا کے انتہائی دور ضلالت میں خدا کی صفت ہدایت کا اقتضاء ہے' اس میں کسب واکتساب اور ماحول کی مساعدت ونامساعدت کا کوئی دخل نہیں ہے' حاصل یہ ہے کہ نبوت ان کمالات میں سے نہیں ہے جو ریاضات ومجاہدات کے صلہ میں بطور انعام کسی وقت بھی بخشا گیا ہو' بلکہ یہ ایک الٰہی منصب ہے' جس کا تعلق تشریعی ضرورت اور براہ راست خدا تعالیٰ کی صفت اجتباء واصطفاء کے ساتھ ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اس منصب کے لئے چن لیتا ہے۔

رسالت کا مفہوم:

آنحضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا صحیح اور پورا مفہوم اسی وقت ادا ہوتا ہے جبکہ آپ کو خاتم النبیین بھی سمجھا جائے' آپ کو صرف رسول اللہ سمجھنا اور خاتم النبیین نہ سمجھنا آپ کی حیثیت کے صرف ایک ہی جزو کو ادا کرتا ہے اور وہ بھی مشترک جزو کو' آپ کے منصب عالی کا ممتاز جزو خاتم النبیین ہے لیکن چونکہ یہ دونوں حیثیتیں آپ کی ذات میں جمع ہیں اور اس طرح جمع ہیں گویا ایک ذات کے دو عنوان ہیں' اس لئے عام طور پر صرف اقرار رسالت' ختم نبوت کے اقرار کے لئے کافی سمجھا گیا جیسا کہ کلمہ توحید کا اقرار' اس کا اقرار گو رسالت کے اقرار سے ایک جداگانہ شے ہے' مگر جو توحید آپ کی حکم برداری میں تسلیم کی جائے وہ اقرار بالرسالۃ کے ہم معنی ہے' اس لئے بعض احادیث میں صرف کلمہ توحید کی شہادت کو مدار نجات قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ کی رسالت اور ختم نبوت کا مسئلہ سمجھنا چاہئے۔

عقیدۂ ختم نبوت ایمان کا جزو ہے:

حدیث میں جس طرح خدا تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت پر بھی ایمان لانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان آپ کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں "ولکن رسول اللہ" کے ساتھ "وخاتم النبیین" کا لفظ اسی لئے ہے کہ آپ صرف رسول ہی نہیں ہیں بلکہ خاتم النبیین بھی ہیں۔ اس کے برخلاف آپ سے پیشتر جتنے رسول ہوئے وہ صرف رسول اللہ تھے' اسی لئے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خاتم النبیین ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص لقب ہے اور آپ نے ہی اس کا دعویٰ کیا ہے۔ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا یہ لقب صرف بطور مدح نہیں ہے بلکہ یہ بحیثیت ایک عقیدہ کے ہے۔ خاتم الشعراء اور خاتم المحدثین کی طرح یہ صرف ایک محاورہ نہیں ہے۔

ختم نبوۃ

رسول اللہ کا تصور:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے لئے دو باتوں کا تصور ضروری ہے' یہ ایک کہ آپ رسول اللہ ہیں اور دوسرے یہ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے متعلق صرف رسول اللہ کا تصور آپ کی ذات گرامی کا ادھورا اور ناتمام تصور ہے بلکہ ان ہر دو تصورات پر آپ کا امتیازی تصور خاتم النبیین ہی ہے۔

ضروری تنبیہ: جب کسی لفظ کا ایک مفہوم اور اس کی مراد امت مسلمہ کے بتواتر استعمال کرنے اور اجماع سے متعین ہوگئی ہو تو قرآن و حدیث میں اس لفظ کے وہی معنی مراد لئے جائیں گے اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لغت کی استعانت یا دیگر شواہد سے اس لفظ کے دوسرے معنی اور مفہوم مراد لے' مثلاً وحی کا لفظ ہے' لغت میں وہ کسی معنی کے لئے ہے' اب اس پر بحث کرنی غیر ضروری ہے' کیونکہ قرآن کریم میں جب اس لفظ کا استعمال انبیاء علیہم السلام کے دائرہ میں ہے تو اس کے معنی بندہ اور حق تعالیٰ کے مابین ہم کلامی کے ہوتے ہیں' اس لئے جب کہیں وحی کا لفظ انبیاء و رسل کے بارہ میں استعمال کیا جائے گا تو اس کے یہی معنی مراد لئے جائیں گے یا مثلاً نبی کا لفظ ہے یہ نبأ سے مشتق ہے اور لغت میں انباء کو ہر خبر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے' لیکن اس کا عام استعمال اب صرف غیب کی خبروں میں ہوتا ہے تو نبی اللہ کے معنی (فاعل بمعنی مفعول کا لحاظ کرتے ہوئے) یہ ہوں گے: "الذی نباہ اللہ" یعنی: "جس کو اللہ نے نبی بنایا ہو اور اس کو غیب کی خبریں دی ہوں۔" اس کے بعد اب ختم نبوت کے مفہوم اور معنی پر غور کیجئے۔

ختم نبوت کے معنی:

ختم نبوت کا لفظ ہمیشہ سے امت مسلمہ میں تواتر کے ساتھ استعمال ہوتا چلا آیا ہے اور ہمیشہ سے اس لفظ کا مفہوم صرف یہی سمجھا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی جدید نبوت کا کوئی امکان نہیں ہے۔ خواہ وہ کسی قسم اور کسی مرتبہ ہی کی کیوں نہ ہو ظلی ہو یا بروزی' تشریعی یا غیر تشریعی' ہر قسم کی نبوت ختم کر دی گئی مگر اس معنی سے نہیں کہ آئندہ نفوس انسانیہ کو کمال و تکمیل سے محروم کر دیا گیا ہے بلکہ اس معنی سے کہ اب یہ منصب ہی ختم کر دیا گیا ہے۔

صرف لفظ کا استعمال کافی نہیں:

اگر کوئی جماعت صرف ختم نبوت کا لفظ تو استعمال کرتی ہے مگر ان معنوں سے نہیں جن میں کہ عام مسلمان اس کو استعمال کرتے چلے آئے ہیں تو محض اس لفظ کے استعمال کر لینے سے اس کو عام مسلمانوں کی جماعت میں کیسے شمار کیا جا سکتا ہے' جیسا کہ صرف جنت و دوزخ' نبوت اور معجزات کے الفاظ استعمال کرنے والے فلاسفہ کو صرف ان الفاظ کے استعمال کرنے سے مسلمانوں کے عقائد سے متفق نہیں سمجھا جا سکتا ہے' جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ ان الفاظ کا استعمال ان ہی معنوں میں کرتے ہیں جن میں کہ تمام مسلمان ان کو استعمال کرتے چلے آئے ہیں' کیا نصاریٰ اور ہنود بھی توحید کا اقرار نہیں کرتے مگر کیا صرف لفظ توحید کے استعمال کر لینے سے ان کو اسلامی توحید کا معتقد کہا جا سکتا ہے۔

ختم نبوت کی عقلی وجہ:

سنت اللہ یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو ختم فرمانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو کامل کر کے ختم فرماتے ہیں' ناقص کو ختم نہیں فرماتے' نبوت بھی اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی اس لئے مقدر یوں ہوا کہ اس کو بھی ختم کر دیا جائے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم نہ ہوتی بلکہ جاری رہے تو لازم آئے گا کہ ان کا خاتمہ نقصان پر ہوا۔ ظاہر ہے کہ ایک نہ ایک دن عالم کا فنا ہونا ضروری ہے۔ اس سے قبل کسی نہ کسی نبی کا آخری نبی ہونا عقلاً لازم ہے' اب اگر وہ آپ سے زیادہ کامل ہو تو اس کی اسلامی عقیدہ میں گنجائش نہیں اور اگر ناقص ہو تو خاتمہ نقصان پر تسلیم کرنا لازم ہوگا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب فطرت عالم پر غور کیا جائے گا تو جزو وکل میں ایک حرکت نظر آئے گی' ہر حرکت ایک ارتقاء اور کمال کی متلاشی ہوتی ہے' پھر ایک حد پر پہنچ کر یہ حرکت ختم ہو جاتی ہے اور جہاں ختم ہوتی ہے وہی اس کا نقطہ کمال کہلاتا ہے۔ انسان کی حقیقت پر اگر غور کیا جائے تو وہ بھی نقطہ سے متحرک ہو کر رحم و مضغہ کے قالب طے کرتا ہوا خلق آخر پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اور اسی کو اس کی استعداد فطری کا کمال کہا جاتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد اس کے اعضاء میں پھر ایک حرکت اور ایک نشو و نما نظر آتا ہے اور وہ دور شباب پر مکمل ہو کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی کو اس کا زمانہ کمال کہا جاتا ہے۔ نباتات اور اشجار کو دیکھئے تو وہ بھی ایک چھوٹی سی گٹھلی سے حرکت کرتے کرتے ایک تناور درخت بن جاتے ہیں۔ آخر کار اس پر پھل نمودار ہوتے ہیں اور جب پھل نمودار ہوتے ہیں تو یہ اس کا کمال سمجھا جاتا ہے۔ اسی کمال پر پہنچ کر درخت کا ایک دور حیات ختم ہو جاتا ہے' آئندہ اپنے دور حیات کے لئے پھر اس کو بہت سے انہیں ادوار کو دہرانا پڑتا ہے جن سے گزر کر وہ اس منزل تک پہنچا تھا یعنی موسم خزاں آتا ہے اور اس کے دور حیات کو ختم کر جاتا ہے۔ اگر قدرت کو اس کی پھر نشاۃ ثانیہ منظور نہ ہوتی تو وہ یونہی سوکھ کر ختم ہو گیا ہوتا مگر چونکہ اس کو ابھی باقی رکھنا منظور ہوتا ہے' اس لئے پھر اسے وہی

سبز سبز پتیاں، وہی ہری ہری لچکدار ڈالیاں مل جاتی ہیں پھر اس پر پھول آتے ہیں اور آخر میں پھل نمودار ہوتے ہیں، جب تک یہ درخت موجود رہتا ہے اسی طرح اپنے ارتقائی مدارج کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک دہرایا کرتا ہے جو درخت اپنی ابتدائی کڑیوں کو پھر نہیں دہراتے وہ ایک مرتبہ پھل دے کر اپنی زندگی ختم کرجاتے ہیں جیسے کیلے کا درخت ہے۔

اسی طرح سمجھا جائے کہ عالم نبوت میں بھی ایک تدریج نمایاں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام شریعتوں پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبوتیں کسی ایک کمال کی جانب متحرک ہیں، ہر پچھلی شریعت پہلی نسبتاً ارتقائی شکل میں نظر آتی ہے اس لئے اس طبعی اصول کے مطابق ضروری ہے کہ یہ حرکت بھی کسی نقطہ پر جاکر ختم ہو جس کو اس کا کمال کہا جائے۔

لیکن جب خود نبوت ہمارے ادراک سے بالاتر حقیقت ہے تو اس کے آخری کمال کا ادراک بدرجہ اول ہماری پرواز سے باہر ہونا چاہئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قدرت خود اس کی کفالت فرمائے اور خود ہی اس کا اعلان کردے کہ نبوت کا ارتقاء جہاں ختم ہوا ہے وہ مرکزی اور کامل ہستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی ہے۔ قرآن کریم میں اس کا اعلان فرماتے ہیں: "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" کے بعد فرمایا ہے: "وکان اللہ بکل شیء علیما" یعنی اللہ ہی کو ہر چیز کا علم ہے وہ ہی یہ جانتا ہے کہ نبیوں میں خاتم النبیین اور آخری نبی کون ہے؟ یہ بات تمہاری دریافت سے باہر ہے کہ تم معلوم کرسکو کہ اس کے رسولوں کی مجموعی تعداد کتنی ہے؟ ان میں اول کون ہے؟ اور آخری کون ہے؟

نبوت نے اپنا مقصد پالیا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نیا رسول نہیں آئے گا، کیونکہ اگر کوئی رسول آئے تو یا تو وہ آپ سے افضل ہوگا یا مفضول، اگر افضل ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبوت نے ابھی تک اپنے اس کمال کو نہیں پایا جس کے لئے وہ متحرک ہوئی تھی اور مفضول ہو تو کمال کے بعد پھر یہ نزولی حرکت اسی وقت مناسب ہوسکتی ہے جبکہ عالم کی پھر نشاۃ ثانیہ تسلیم کی جائے۔ لیکن چونکہ دنیا کی اجل مقدر پوری ہوچکی تھی اس لئے ضروری تھا کہ نبوت کی آخری اینٹ بھی لگادی جائے اور اعلان کردیا جائے کہ دنیا کی عمر کے ساتھ قصر نبوت کی بھی تکمیل ہوگئی ہے اور نبوت نے اپنا مقصد پالیا ہے۔

ختم نبوت دینی ارتقاء اور خدا تعالیٰ کے انتہائی انعام کا اقتضاء ہے اور وہ کمال ہے کہ اس سے بڑھ کر امت کے لئے کوئی اور کمال نہیں ہوسکتا پھر حیرت ہے کہ اتنے عظیم الشان کمال کو برعکس محرومی سے کیسے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟

دین اسلام کامل ہوچکا ہے۔ اس کی روشنی اقصاء عالم میں پھیل چکی ہے، خدائی نعمت پوری ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی اور ہمیشہ کے لئے ایک اسلام ہی پسندیدہ دین ٹھہر چکا ہے، اس لئے آئندہ نہ گمراہی اتنا تسلط حاصل کرسکتی ہے کہ ہدایت کو فنا کردے اور اس کے تمام چشمے خشک ہوجائیں، اس کی ایک کرن بھی چمکتی نہ رہے اور نہ اس لئے کسی رسول کے آنے کی ضرورت باقی ہے۔

ختم نبوت درحقیقت اس کا اعلان ہے کہ نور نبوت اب تمام عالم کو اس طرح روشن کرچکا ہے کہ اب کفر خواہ کتنا ہی سر پٹکے مگر وہ اس کے بجھانے سے بجھ نہیں سکتا۔ خدا کا اقرار اور اس کے صفات کی معرفت، غیب کا یقین اب مجموعہ عالم کا اس طرح جزو بن چکے ہیں کہ اگر کہیں اس مرتبہ پھر یہ معرفت ختم ہوگئی تو بس اس کے ساتھ ہی عالم کی روح بھی نکل جائے گی اور قیامت قائم ہوجائے گی۔

بڑی غلط فہمی:

یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ ختم نبوت کو کمالات کے ختم کے ہم معنی سمجھ لیا گیا ہے۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا ہے کہ نبوت کا ختم ہونا تو خدائی نعمت کے اتمام اور دین کے انتہائی ارتقاء عروج کی دلیل ہے، البتہ کمالات و برکات کا خاتمہ بلاشبہ محرومی ہوتی مگر روایات سے ثابت ہے کہ امت مرحومہ کے کمالات تمام امتوں سے زیادہ ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کو بھی اس امت کے کمالات سن کر تمنا ہوسکتی ہے کہ وہ بھی اس امت کے ایک فرد ہوتے۔

ایک مغالطہ:

ایک مغالطہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا مطلب یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ نبوت کی بندش گویا آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اگر آپ تشریف نہ لاتے تو شاید کچھ اور افراد کو نبوت مل جاتی، یہ بھی انتہائی جہالت ہے، خاتم النبیین کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام میں آپ سب سے آخری نبی ہیں اس لئے آپ کی آمد ہی اس وقت ہوئی ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کا ایک ایک فرد آچکا تھا اس لئے آپ کی آمد نے نبوت کو بند نہیں کیا بلکہ جب نبوت ختم ہوگئی تو اس کی دلیل بن کر آپ تشریف لائے ہیں اور اس معنی سے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، اگر علم ازلی میں کچھ اور افراد کے لئے نبوت مقدر ہوتی تو یقیناً آپ کی آمد کا زمانہ بھی ابھی اور مؤخر ہوجاتا۔

(جاری ہے)

دعوت دین میں حکمت و وسعت

قرآن کریم کا اسلوب دعوت کیا ہے؟ یا یوں پوچھئے کہ قرآن کریم دین کی دعوت دینے والے مبلغ کو کیا ہدایت دیتا ہے؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعوت دین کس طریقے پر اور کن اصولوں پر پیش کی؟ قرآن داعی اور مبلغ کے لئے کیا اوصاف و خصوصیات پسند کرتا ہے؟ کیا دعوت کے متعین حدود اور طریقے مقرر ہیں جن کا ایک مبلغ پابند ہو سکے؟ اور جنہیں ایک طالب علم تبلیغ کی درسگاہ میں سیکھ سکے؟

یہ موضوع بہت اہم ہے قرآن کریم سے اس کا براہ راست تعلق ہے' اور تبلیغ دین کے موضوع سے بھی اسی طرح اس کا تعلق ہے اور جب اس موضوع کے تحت اس کے دوتابناک اور ولولہ انگیز پہلو جمع ہو رہے ہوں تو اس کی اہمیت و عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

قرآن کریم کا موضوع دعوت و ہدایت ہے:

قرآن کریم ہدایت و دعوت کی بھی کتاب ہے اور احکام و شریعت کی بھی' لیکن اس کے اندر دعوت و ہدایت کا وہ پہلو دوسرے پہلوؤں پر غالب ہے' شریعت و احکام کی اہمیت سے انکار نہیں' اس کی عظمت سر آنکھوں پر لیکن سوال اولیت و اہمیت کا ہے' کون سا پہلو زیادہ اہمیت رکھتا ہے؟ اور کس کو اولیت حاصل ہے؟ اس لحاظ سے اگر دیکھیں تو میرا حقیر مطالعہ یہ ہے کہ شریعت و احکام کے مقابلہ میں دعوت و ہدایت کا پہلو قرآن کریم میں غالب ہے کیونکہ ایمان کی بنیاد ہدایت پر ہے' اور تبلیغ پر اس ایمان کے حصول کا دارومدار ہے' لہٰذا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دوسرے تمام مضامین و مقاصد پر ہدایت و دعوت کا عنصر قرآن کریم میں نمایاں طور پر غالب ہے۔

دعوت و تبلیغ کا کام قوانین و ضوابط کا پابند نہیں ہے:

قرآن کریم نے دعوت و تبلیغ کے کیا اصول بتائے ہیں؟ وہ کیا ضابطے ہیں جن کی پابندی کرنے کا قرآن نے حکم دیا ہے؟ کیا قرآن کریم میں ہمیں تبلیغ و

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

دعوت کے متعین قوانین اور اس کی بے لچک حدود بتائی گئی ہیں؟

میرا خیال ہے دعوت کے طریق کار کو قانون و ضابطہ کی زبان میں بیان نہیں کیا گیا اور نہ ایسا کرنا قرین مصلحت اور مقتضائے حکمت تھا۔ دعوت و تبلیغ کا انداز ماحول اور گرد و پیش کے حالات' مخاطبین کے طبائع اور دین کے طبائع اور دین کے مصالح کے مطابق متعین ہوتا ہے۔

چونکہ دعوت کو صورت حال کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور ''صورت حال'' ہمیشہ بدلتی رہتی ہے' اس لئے دعوت کے کام میں حاضر کلامی اور حاضر دماغی دونوں کی ضرورت ہے' مزید یہ کہ دعوت پیش کرنے والوں کو انسانی نفسیات سے گہری واقفیت اور اس کی دکھتی رگوں اور سوسائٹی کے کمزور پہلوؤں پر انگلی رکھ کر بتانا ہوتا ہے' اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مبلغ کو یہ بات کرنی چاہئے اور یہ نہیں کرنی چاہئے' اور یہ کام کرنا چاہئے اور یہ نہیں کرنا چاہئے' اس کو ایسا اسلوب اختیار کرنا چاہئے' اور لوگوں کے سامنے دعوت کو اس طرح پیش کرنا چاہئے' اس کے یہ حدود و ضوابط ہیں' خواہ وہ قوانین کے مرکزی خطوط ہوں کیونکہ بدلتے ہوئے معاشرے اور تبدیل شدہ صورت حال سے اس کو نمٹنا ہوتا ہے۔

اگر قوانین و ضوابط میں اس کو جکڑ دیا جائے تو وہی حال ہوگا جو ایک صاحب کو اپنے ملازم کے ساتھ پیش آیا تھا' جو ایک لطیفہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی صاحب نے ایک ملازم رکھا' ملازم ضرورت سے زیادہ ''قانونی'' واقع ہوا تھا' اس نے مطالبہ کیا کہ مجھے میرے فرائض بتا دیئے جائیں اور نوٹ کرا دیئے جائیں' چنانچہ ایک فہرست تیار ہوئی کہ فلاں وقت بازار سے سودا لانا ہے' فلاں وقت گھر صاف کرنا ہے' فلاں وقت یہ کام کرنا ہے اور فلاں وقت وہ کام کرنا ہوگا۔ ملازم نے ان خدمات پر اپنے آپ کو معمور سمجھا جن کی تفصیل اس فہرست میں درج تھی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک بار وہ صاحب جنہوں نے ملازم رکھا تھا' گھوڑے پر سوار تھے'

وہ گھوڑے سے اترنا چاہتے تھے پاؤں رکاب میں پھنس گیا اوران کی جان پر بن گئی' اب گھوڑا بھاگ رہا ہے اور یہ گھسٹتے ہوئے جارہے ہیں' اسی حال میں ملازم پر نظر پڑی' چیخ کر آواز دی کہ جلدی آ اور میری جان بچا' ملازم نے کہا ذرا ٹھہریئے! میں اپنی فہرست میں دیکھ لوں کہ آیا یہ خدمت بھی میرے فرائض میں ہے یا نہیں؟ اس وقت جبکہ آقا کی جان جارہی ہے اور وہ موت وحیات کی کشمکش میں ہے' ملازم صاحب نے اپنے اصول وضوابط پر عمل کیا اور آقا اسی ضابطہ پرستی کی نذر ہوگئے' اور ملازم ان کے کچھ کام نہ آیا' عربوں کو اللہ تعالیٰ نے تجربات سے فائدہ اٹھانے کی بڑی صلاحیت بخشی ہے' اوران کے اندر فطرتاً سلامت روی پائی جاتی ہے' ان کے کسی شاعر کا یہ خوب شعر ہے:

اذا کنت فی حاجة مرسلا

فارسل حکیما ولا توصه

یعنی اگر تمہیں کسی کام سے کوئی آدمی کہیں بھیجنا پڑے تو اس کے لئے ایک عقیل وفہیم آدمی کا انتخاب کرلو' اوراس کو تفصیلی ہدایتیں نہ دو' کیونکہ وہ خود اپنی سمجھ سے موقع محل کی مناسبت دیکھ کر وہ کام کرلے گا جو تمہارے حقیقی منشاء کے مطابق ہوگا۔

دعوت کی زمانی اور مکانی حدود:

دعوت دین بہت نازک کام ہے' اور اس کی وسعت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے' اس کی کچھ حدود مکانی ہیں' اور کچھ زمانی' اور دونوں انتہائی وسیع اور پھیلے ہوئی' زمانے کے لحاظ سے دیکھئے تو اس کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ کسی پیغمبر نے دعوت کا آغاز کیا یا غیر پیغمبر نے اس دعوت کی ابتداء کی اور اس کی انتہا کوئی بھی نہیں ہے' اسی طرح اس کا مقام (مکانی حدود) بھی متعین نہیں کیا جاسکتا' ہوسکتا ہے کہ داعی مشرق میں ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مغرب میں ہو یا مشرق سے مغرب یا مغرب سے مشرق منتقل ہوجائے' لہٰذا اگر صرف اہل مشرق کو سمجھانے کا طریقہ اس کو معلوم ہے تو مغرب میں وہ افہام وتفہیم کا کام انجام نہیں دے سکتا' اور اگر وہ صرف اہل مغرب کے طبائع اور نفسیات سے واقف ہے تو مشرق میں اس کی دعوت برمحل اور بارآور نہیں ہوگی۔

آیت دعوت کا اختصار واعجاز' اس کی وسعت وگہرائی:

قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے دعوت کے طریق کار کی حدود مقرر نہیں کیں اور یہ کام داعی کی قوت تمیز اور عقل سلیم پر چھوڑ دیا ہے' اس بات کا فیصلہ کہ کب اور کس وقت کون سا طریق کار اختیار کیا جائے؟ اس کی طرف خود داعی کا ذوق اور عقیدہ رہنمائی کرے گا اور اس کی دینی فکر' جو اس کے احساسات واعصاب پر حکمران ہے' وہ خود طریق کار کا انتخاب کرلے گی' قرآن کریم نے صرف ایک وسیع حصار قائم کردیا ہے' جس کے اندر دعوت دین کی پوری روح سما گئی ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

"اے پیغمبر! لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو جو اس کے راستے سے بھٹک گیا' تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے اور جو راستے پر چلنے والے ہیں انہیں بھی خوب جانتا ہے۔" (النحل:۱۲۵)

اس آیت کریمہ کی رو سے دونوں باتیں پوری طرح عیاں ہیں' ایک داعی الی اللہ کو کتنی آزادی ہے؟ اور کس درجہ پابندی ہے؟ کہاں تک وہ جاسکتا ہے؟ اور کس حد سے آگے قدم بڑھانا ممنوع ہے؟ جہاں تک دعوت کی وسعت اور داعی کی آزادی کا تعلق ہے؟ وہ اس تعبیر سے واضح ہے کہ "ادع الی سبیل ربک" (بلاؤ اپنے رب کی راہ کی طرف) اس آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ ایمان کی دعوت دو' یا صحیح اور سچے عقیدہ کی طرف بلاؤ' یا نماز قائم کرنے کی دعوت دو یا اخلاق حسنہ اختیار کرنے کی ترغیب دو' انسانیت کے احترام کی تلقین کرو' یہ سب نہیں کہا گیا مگر یہ تمام باتیں "سبیل ربک" میں سمٹ آئی ہیں' اس لفظ نے فکر وعمل کے آفاق کھول دیئے ہیں۔ یہ آفاق بھی محدود نہیں ہیں' اس میں دوسرے ادیان سماوی' بشری ضروریات' انسانی زندگی میں پیش آنے والی حاجتیں' سب داخل ہیں' "ادع" تمام معانی اپنے جلو میں رکھتا ہے اور حسب موقع داعی' دعوت کا فرض کبھی چند نصائح سے' کبھی وعظ وتقریر سے اور کبھی تحریر اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے ادا کرسکتا ہے' اور بلانے کا ہر وہ وسیلہ اختیار کرسکتا ہے جو مشروع' مؤثر اور نافع ہو' پھر فرمایا سبیل ربک اپنے رب کے راستے (کی طرف) اس کے علاوہ کوئی تعبیر ممکن نہیں' جس میں اتنی جامعیت اور وسعت وگہرائی اور گیرائی بیک وقت موجود ہو' حکمت کا لفظ بھی بہت ہی بلیغ اور بڑی وسعتوں کا حامل ہے' دوسری زبان میں اس کا ترجمہ آسان نہیں ہے' اسی طرح "موعظت" بھی وسیع معانی پر حاوی لفظ ہے "حسنہ" کا لفظ بھی لامحدود معانی پر مشتمل ہے' قرآن نے اس آیت میں آزادی بھی دی ہے اور حد بندی بھی کی ہے' ایجاز و اختصار بھی ہے' اور بیان وشرح بھی:

"ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة." (النحل:۱۲۵)

ختم نبوۃ

"اے پیغمبر! اپنے پروردگار کے
رستے کی طرف دانش اور نیک نصیحت سے
بلاؤ"

یہ آیت کریمہ بعثت محمدیؐ سے پیشتر کے سب سے بڑے داعی الی اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں نازل ہوئی ہے' یہ پورا تذکرہ اس طرح ہے:

"بے شک ابراہیمؑ (لوگوں کے)
امام (اور) خدا کے فرمانبردار تھے' جو ایک
طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں نہ
تھے اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے' خدا نے
ان کو برگزیدہ کیا تھا اور (اپنی) سیدھی راہ پر
چلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی
دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں
میں ہوں گے پھر ہم نے تمہاری طرف وحی
بھیجی کہ دین ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرو'
جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں
میں سے نہ تھے۔" (النحل ۱۲۰ تا ۱۲۳)

اس کے بعد ارشاد ہوا:

"ادع الی سبیل ربک" ......الخ

لہٰذا یہ آیت کریمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید سے مربوط ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات سے دعوت حق کا کیا تعلق ہے؟ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ کے ضمن میں اس آیت کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دعوت میں اسی طریق کار کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے اور یہ کہ آپ کی دعوت "حکمت و موعظت حسنہ" کے اصول پر کاربند تھی۔

دعوت کا ایک اہم عنصر' واقعات اور مثالیں:

قرآن کریم نے دعوت کے لئے واقعات بیان کرنے اور مثالیں دینے کا اسلوب اختیار کیا ہے اور دوسرے وسائل دعوت کی بہ نسبت یہ طریق زیادہ زور اثر اور دلنشین ہے اور مقصد کے حصول میں یہ طریقہ زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوا ہے' ایک طرف قرآن کریم نے اگر تفصیلی ضابطے اور قانونی باریکیاں بتانے کو ضروری نہیں سمجھا ہے' تو دوسری طرف اس خلا کو (اگر اس کو خلا سمجھا جائے جو درحقیقت خلا نہیں ہے) انبیاؑ کرام کی سیرت اور ان کے مواعظ اور دعوت پر مکالموں کے نمونہ سے پر کیا ہے' یہ نمونے دلوں پر اثر اندازی کی بے انتہا قوت رکھتے ہیں' ذہن و قلب پر ان کی سحر کی مانند اثر ہوتا ہے' کیونکہ عملی نمونوں کا جو اثر ہوتا ہے وہ کسی دوسرے وسائل دعوت کا نہیں ہو سکتا۔ منطقی' نفسیاتی' علم کلام کے انداز کے جدولی اصول دعوت دین کے لئے کارآمد عناصر ثابت نہیں ہوئے ہیں' تمام آسمانی صحیفوں نے شروع سے آخر تک عملی نمونوں پر اعتماد کیا ہے' یہ نمونے اور مثالیں ادبی شہ پارے ہیں جو دلوں کو موہ لیتے ہیں۔

ان میں سے اکثر واقعات چار برگزیدہ پیغمبروں کی سیرتوں سے ماخوذ ہیں' وہ انبیاؑ کرام حضرت ابراہیم علیہ السلام' دوسرے حضرت یوسف علیہ السلام' تیسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آخر میں خاتم الانبیاؑ والرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ایک مومن کی دعوت کا نمونہ جو اپنا ایمان مخفی رکھے ہوئے تھا:

دعوت کے سلسلہ میں ایک اہم نکتہ ہے جس کو قرآن نے فراموش نہیں کیا ہے' وہ یہ کہ دعوت کا کام صرف انبیاؑ کرام تک محدود نہیں ہے' اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل سکتا تھا کہ ہم کہاں اور اللہ کے پیغمبر کہاں؟ وہ لوگ اللہ کی نوازش خاص سے بہرہ مند تھے' ان کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور وحی سے نوازا تھا' روح القدس سے ان کی تائید و تقویت کا انتظام فرمایا گیا تھا' ہم عاجز بندے کس طرح ان برگزیدہ انبیاؑ کرام کی نقل کر سکتے ہیں' ان کے نقش قدم پر چلنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔

قرآن مجید نے اس سبب سے ایک مثال ایسے شخص کی دی ہے جو نبی نہیں تھا' اور پیغمبروں کے ممتاز اور جلیل القدر ہم نشینوں میں تھا' ایک مومن تھا جو فرعون کی قوم کا فرد تھا' قرآن کریم نے صرف اس قدر بتایا ہے:

"اور فرعون کے لوگوں میں سے
ایک مومن شخص نے (جو اپنے ایمان کو مخفی
رکھتا تھا) کہا۔" (المومن:۲۸)

یعنی اس کے حالات اور ماحول نے اس کو دین کے اعلان کا موقع بھی نہیں دیا تھا' خواہ وہ ایمانی قوت کے لحاظ سے جس قدر بھی بلند رہا ہو مگر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرح یا حضرت ابوذرؓ کی طرح اپنے ایمان کا اظہار نہ کر سکا لیکن وہ مومن تھے اور اپنے ایمان کو اب تک چھپائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی بندوں کے خلاف جنگ نہیں کی اور ایک دوست' خیر خواہ اور اپنے دوستوں اور بھائیوں کا بھی خواہ بن کر انہوں نے دعوت دین کا فرض انجام دیا۔ ایک صاحب ادراک و بصیرت داعی کے لئے اس واقعہ میں ایک نمونہ ہے' اگر وہ اسی صورت حال سے دوچار ہو اور دینی مصلحت کا تقاضہ ہو اور اس شخص کے لئے بھی نمونہ ہے جو اگرچہ ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہے مگر کلام کے انداز اور حقیقت سے آگاہ کرنے کا اسلوب' ماضی کے عبرتناک واقعات اور انجام کار کے نتائج سے باخبر کرنے کا طریقہ اس واقعہ سے اخذ کر سکتا ہے:

"وکلاً وعداللہ الحسنیٰ"

"اللہ نے دونوں طبقوں کے لئے بہتر
نعمتوں کے وعدے کئے ہیں۔" (النساء:۹۵)

(جاری ہے)

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

آخری اور فیصلہ کن بات

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت اس کے پہلے جانشین حکیم نورالدین کی وفات (مارچ ۱۹۱۴ء) تک ایک تھی۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں مرزا قادیانی کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود احمد قادیانی' مرزا کے گدی نشین ہوئے اور جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک کا مرکز بدستور قادیان رہا' جس کی قیادت مرزا محمود کے ہاتھ میں تھی اور دوسرے فریق نے مسٹر محمد علی صاحب ایم اے کی قیادت میں اپنا مرکز احمدیہ بلڈنگس لاہور کو بنالیا۔ اول الذکر کو "قادیانی جماعت" کہا جاتا ہے اور مؤخر الذکر "لاہوری جماعت" کہلاتی ہے۔ قادیانی جماعت' مرزا غلام احمد قادیانی کو بغیر کسی جھجک کے "نبی" کہتی اور مانتی ہے' اور لاہوری جماعت یہ تو تسلیم کرتی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں نبی و رسول کا لفظ اپنے لئے بے شمار جگہ استعمال کیا ہے' مگر وہ یہ تاویل کرتی ہے کہ اس سے مراد حقیقی نبوت نہیں بلکہ مجازی نبوت ہے۔ ان دونوں فریقوں میں سے مرزا صاحب کی ٹھیک ترجمانی کون کرتا ہے؟ اس کا فیصلہ دو طریقے سے بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے' اول یہ کہ یہ دیکھا جائے کہ اختلاف سے پہلے مرزا قادیانی کے پیروؤں کا عقیدہ کیا تھا؟

محمد علی امیر جماعت لاہور کا عقیدہ:

اس سلسلہ میں سب سے پہلے خود لاہوری جماعت کے قائد امیر اول جناب مسٹر محمد علی صاحب ایم اے کے متعدد حوالے گزشتہ سطور میں گزر چکے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کو نبی برحق مانتے تھے' ان کی وحی اور معجزات لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے' مرزا پر نزول جبریل کے قائل تھے' مرزا کے معصوم عن الخطا ہونے کا اعلان کرتے تھے اور مرزا صاحب کی جماعت کے بارے میں یہ صراحت کرتے تھے:

"تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ ہے۔" (مباحثہ راولپنڈی ص:۲۴۰)

پس جس طرح عیسائیت اختیار کر لینے کے بعد کوئی شخص یہودی نہیں کہلاتا' اسی طرح مرزائیت اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جناب محمد علی صاحب نے باقرار صالح مقدمہ کرم دین بنام مرزا غلام احمد قادیانی میں مورخہ ۱۳/۵/۱۹۰۴ء کو بطور گواہ استغاثہ بیان دیتے ہوئے کہا:

مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے اور اس کے مرید اس کے دعوے میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے نبی ہیں۔

(مباحثہ راولپنڈی ص:۲۷۳)

مسٹر محمد علی کے اس عدالتی بیان سے دو باتیں واضح ہیں' ایک یہ کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہے اور دوسرے یہ کہ جس طرح مسلمان پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو "سچا نبی" سمجھتے ہیں' اسی طرح مرزا قادیانی کو ماننے والے اس کو سچا نبی مانتے ہیں۔

امیر جماعت لاہور محمد علی لاہوری کا ایک قول:

"تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ ہے۔"

(اقتباس از مباحثہ راولپنڈی مطبوعہ قادیان ص:۲۴۰)

حکیم نورالدین کا عقیدہ:

حکیم نورالدین صاحب دونوں جماعتوں کے متفق علیہ خلیفہ اور پوری جماعت کے نمائندہ و ترجمان تھے' ان کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

حکیم صاحب ایک خط میں جو مرزا صاحب کی زندگی میں لکھا گیا تھا' لکھتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کا منکر جس فتوے کا مستحق ہے اس سے بڑھ کر خاتم الانبیاء کے مسیح کا منکر ہے۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ میاں صاحب! اللہ تعالیٰ مؤمنوں کی طرف سے ارشاد فرماتا ہے کہ ان کا قول ہوتا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ اور آپ نے بلاوجہ یہ تفرقہ نکالا کہ صاحب

شریعت کا منکر کافر ہوسکتا ہے اور غیر صاحب شرع کا کافر نہیں۔ مجھے اس تفرقہ کی وجہ معلوم نہیں' جن دلائل و وجوہ سے ہم لوگ قرآن کریم کو مانتے ہیں' انہی دلائل و وجوہ سے ہمیں مسیح کو ماننا پڑا ہے' اگر دلائل کا انکار کریں تو اسلام ہی جاتا ہے۔"

(بدر ۱۸/ جولائی ۱۹۰۷ء مباحثہ راولپنڈی ص:۱۷۱)

لاہوری جماعت کا عقیدہ و اعلان:

حکیم نورالدین صاحب کے زمانے میں لاہوری جماعت کے قائد اول مسٹر محمد علی ایم اے اپنے چند رفقاء کے ساتھ قادیان چھوڑ کر لاہور میں فروکش ہوگئے تھے اور یہاں احمدیہ بلڈنگ سے ایک اخبار "پیغام صلح" نکالنا شروع کیا تھا' کسی نے ان کی طرف سے یہ غلط فہمی پھیلادی کہ پیغام صلح کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ (جو بعد میں لاہوری جماعت کہلائے) مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں سمجھتے' غالباً حکیم صاحب کی طرف سے اس پر باز پرس ہوئی ہوگی' اس لئے اخبار "پیغام صلح" میں مندرجہ ذیل وضاحتی اعلان جاری کیا گیا:

"ہم خدا کو شاہد کرکے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے۔"

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۷/ ستمبر ۱۹۱۳ء)

اور اس کے چالیس دن بعد اعلان کیا گیا:

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی شخص نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح لاہور کے ساتھ تعلق ہے' خدائے تعالیٰ کو جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے' حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی' رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس کو کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔"

(اخبار پیغام صلح لاہور ۱۶/ اکتوبر ۱۹۱۳ء' بحوالہ اخبار الفضل قادیان ۱۴/ دسمبر ۱۹۴۱ء)

اختلاف کے بعد:

اختلاف کے بعد جب جماعت دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی تو جماعت کی اکثریت (جس کی تعداد ۹۹ فیصد تھی' النبوۃ فی الاسلام ص:۲۶۸) وہ بدستور مرزا کی نبوت کی قائل رہی اور اب تک قائل ہے اور ایک قلیل گروہ نے (جس کی تعداد ایک فیصد تھی) مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کردیا اور اس کے نبوت کے دعووں میں تاویل کرنے لگی۔ اہل فہم انصاف کرسکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دعوے کی ٹھیک ترجمانی ان میں سے کون فریق کرتا ہے' آیا وہ فریق جس کی تعداد ۹۹ فیصد ہے؟ جس کے بیشتر افراد مرزا کے صحبت یافتہ ہیں اور جن کی قیادت خود مرزا قادیانی کا بیٹا کررہا ہے' یا وہ جماعت جن کی تعداد ایک فیصد ہے؟ جو اپنے مرکز قادیان کو چھوڑ کر لاہور آ بیٹھے' اور جس کے امیر کی حیثیت مرزا قادیانی کے ایک ملازم کی تھی؟ اگر تمام مباحث کو چھوڑ کر بہ نظر انصاف ان ہی دو نکتوں پر غور کرلیا جائے تو لاہوری جماعت کے دعوے کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

مرزا کے ارتداد کی دوسری وجہ حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ:

اسلامی عقیدہ ہے کہ مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلیل القدر صاحب شریعت رسول ہیں' لیکن مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ تین وجہ سے کفر ہے۔ اول یہ کہ اس سے مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہوتا ہے۔ دوم اس لئے کہ اس سے مرزا کا صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ثابت ہوجاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے' اور تینوں باتیں کفر ہیں:

"اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔" (دافع البلاء ص:۱۳،

روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۳)

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس' نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء ص ۱۳' روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں' وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں' وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔"

ختم نبوۃ

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے' تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۹)

''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے''

(دافع البلاء ص ۲۰ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰ ودرثمین اردو ص ۵۳)

''اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں' وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔''

(کشتی نوح ص ۵۶ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۶۰)

''میں عیسیٰ بن مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا' یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا' اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں' میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں' بلکہ ان سے زیادہ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے' جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔''

(چشمہ مسیحی ص ۲۳' روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۴)

''مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے' میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو' پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے؟ کفر خود تمہارے اندر ہے' اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ: ''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم'' تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے' خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کرسکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔''

(چشمہ مسیحی ص ۲۴ روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۵)

''جو کامیابی اور اثر مسیح ابن مریم کا ہوا وہ تو صاف ظاہر ہے اور جس کمزوری اور ناکامی کے ساتھ انہوں نے زندگی بسر کی وہ انجیل کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتی ہے' مگر مسیح موعود جیسے اپنے زبردست اور قوت قدسیہ کے کامل اثر والے متبوع کا پیرو ہے' اسی طرح پر اس کی عظمت اور بزرگی کی شان اس سے بڑھی ہوئی ہے۔ جو کامیابیاں اور نصرتیں اس جگہ خدا نے ظاہر کی ہیں' مسیح کی زندگی میں ان کا نشان نہیں' نہ معجزات میں' نہ پیشگوئیوں میں' نہ تعلیم میں۔ غرض جیسے آنحضرتؐ اپنے مثیل موسیٰ سے ہر پہلو میں بڑھے ہوئے تھے اور گویا آپ اصل اور موسیٰ آپ کا ظل تھے' اسی طرح مسیح موعود' مسیح موسوی سے نسبت رکھتا ہے۔''

(ملفوظات ج ۳ ص ۱۴۱ الندن وربوہ)

''خداتعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں' اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۵ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱)

''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے' اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خداتعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا' مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

''ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خداتعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش ماررہی ہے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں' پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں' جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ وغضب ہو اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مرجائے مگر خدا نے جو چاہا کیا' اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے' کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۵)

باقی آئندہ

ختم نبوۃ

وفاشعاری کا نادر نمونہ

مولانا سید مناظر احسن گیلانی

جن صاحب کی عجیب وغریب موت کا ذکر اس وقت میرے پیش نظر ہے وہ حجاج بن یوسف کے عہد کے ایک گمنام غیر مشہور آدمی کی موت ہے۔ ان کا نام ابراہیم تھا۔ اپنے قبیلہ کی طرف منسوب ہو کر ابراہیم تیمی کے نام سے لوگ ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کی موت میں وفاداری کا ایک پہلو آپ کے سامنے آئے گا۔

صورت یہ پیش آئی کہ کوفہ جس کے دارالامارۃ میں بیٹھ کر حجاج اپنی من مانی کارروائیوں میں مشغول تھا۔ یہیں ایک اور بزرگ ابراہیم بھی نامی تھے جو ہماری علمی اور فقہی تاریخ میں ابراہیم نخعی کے نام سے مشہور ہیں' جاننے والے جانتے ہیں کہ فقہ حنفی کا اساسی نقشہ دراصل ابراہیم نخعی ہی کی اجتہادی کوششوں سے تیار ہوا تھا' امام ابوحنیفہؒ نے جو بیک واسطہ ان کے شاگرد ہیں چونکہ اپنے زمانہ میں باضابطہ ایک آزاد مجلس وضع قوانین قائم کر کے ابراہیم نخعی کے قائم کیے ہوئے نقشہ کو مکمل کیا اور آب ورنگ اس میں بھرا اس لئے حنفی مسلمانوں کی دینی زندگی جن فقہی مسائل کے زیر اثر گزر رہی ہے ان کو حنفی فقہ کے نام سے لوگوں نے موسوم کر رکھا ہے ورنہ صحیح معنوں میں اس کا نام چاہئے تھا "ابراہیم حنفی" فقہ رکھا جاتا۔ فقہ حنفی کی یہ تعبیر واقعہ کے مطابق بھی ہوتی اور بطور تفاؤل کے "واتبع ملة ابراهيم حنيفا" کی قرآنی آیت کی طرف ذہنی انتقال کا ذریعہ بھی یہی تعبیر بن سکتی تھی مگر لوگوں نے ابراہیم کی نسبت کو تو خیر حذف ہی کر دیا۔ ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بجائے حنیفی کے سہولت پسندوں نے "حنفی" کہنا شروع کر دیا۔ "حنیفی" کے لفظ کی "ی" کیوں ساقط ہوگئی؟ بظاہر اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

امام الشعبی کے یہ الفاظ جو ابراہیم نخعی کی وفات کے بعد ان کی زبان سے نکلے تھے یعنی:

"خدا کی قسم ابراہیم نے اپنے جیسا آدمی اپنے بعد کہیں نہیں چھوڑا' نہ کوفہ میں نہ بصرہ میں' نہ شام میں نہ یہاں' نہ وہاں' نہ حجاز میں۔" (ص ۱۹۸ ج ۵)

امام شعبی کی جلالت قدر سے واقفیت کے بغیر ان الفاظ کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال ابراہیم نخعی کے تفصیلی حالات کا مطالعہ تو تفصیلی کتابوں میں کرنا چاہئے۔ اس وقت میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حجاج کی وجہ سے رست وخیز کا جو عالم کوفہ میں برپا تھا' حالانکہ حضرت ابراہیم سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے' تعلیم وتدریس کے ساتھ زہد وریاضت کی زندگی گزارتے تھے' اب واللہ اعلم کیا صورت پیش آئی کہ حجاج کی نگاہوں پر وہ بے چارے بھی چڑھ گئے۔ شاید اس قسم کے فقرے جو کتابوں میں ابراہیم نخعی کی طرف منسوب کئے گئے ہیں مثلاً جبابرہ (ڈکٹیٹر بن کر حکومت کرنے والوں پر) کبھی کبھی لعنت کیا کرتے تھے' ایک مرتبہ یہ فقرہ بھی ان کی زبان پر جاری ہو گیا کہ:

"اندھے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ حجاج کے معاملہ میں کوئی اندھا بنی سے کام لے۔" (طبقات ص ۱۹۵ ج ۵)

حجاج کے جاسوسوں نے شاید ان ہی باتوں کو حجاج تک پہنچا دیا' بھلا وہ ان باتوں کو کہاں برداشت کر سکتا تھا' ابراہیم نخعی کے نام سے وارنٹ جاری ہو گیا' کسی طرح وارنٹ کی تعمیل ہونے سے پہلے ان کو خبر ہو گئی' بے چارے اپنے بعض مخلصوں کے مکان میں روپوش ہو گئے' طبقات میں ہے کہ:

"جمعہ اور عیدین کی نمازوں سے بھی روپوشی کے اس زمانہ میں ابراہیم نخعی کو محروم ہونا پڑا۔" (ج ۵ ص ۱۵۳)

حکومت کے نمائندے ان کا سراغ لگانے کے لئے ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے' اب یہیں سے سننے کی بات ہے' جس زمانہ میں یہ واقعہ میری نظر سے کتابوں میں گزرا' حیران ہو کر رہ گیا' سوچتا تھا کہ دین اور دینی علوم کی وفاداریوں میں لوگ کیا اس حد

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

تک بھی جاسکتے ہیں؟

عرض کر چکا ہوں کہ اسی کوفہ میں ابراہیم نخعی کے ایک ہم نام بزرگ ابراہیم تیمی بھی رہتے تھے' غریب آدمی تھے' مہینوں گزر جاتے اور باضابطہ کھانا کھانے کا موقع نہ ملتا' جو کچھ مل جاتا اسی سے سدرمق کا کام لیتے۔ آخر میں کوفہ کی مسجدوں میں گھوم گھوم کر وعظ کیا کرتے تھے' ان کی عبادت اور زہد و ریاضت کے قصے کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں' یہاں جس چیز کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حجاج کے کارندے جو ابراہیم نخعی کی تلاش میں تھے ایک دفعہ ابراہیم تیمی کے پاس پہنچے اور بولے کہ تم ابراہیم کو جانتے ہو؟ امیر یعنی حجاج کا حکم ہے کہ ان کو گرفتار کر کے حاضر کیا جائے' ابراہیم تیمی کا بیان ہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ ابراہیم نخعی کے متعلق مجھ سے یہ پوچھ رہے ہیں لیکن نخعی کے لفظ کا اضافہ انہوں نے نہیں کیا تھا' اس لئے جواب میں' میں نے کہا کہ ابراہیم پوچھتے ہو تو وہ میں ہوں' یعنی میرا نام ابراہیم ہے۔

پکڑنے والوں نے آپ کو پکڑ لیا اور گرفتار کر کے خونی حجاج کے دربار کی طرف لے چلے' حجاج کے سامنے پیش کر دیئے گئے' جان رہے ہیں کہ صرف اتنی بات کہ میں نخعی ابراہیم نہیں ہوں' ان کی برأت کے لئے کافی ہو سکتی ہے' لیکن خاموش حجاج کے سامنے کھڑے رہے' اس نے فیصلہ کیا کہ واسطہ کے دیماس نامی جیل خانہ میں ان کو قید کر دیا جائے' واسطہ روانہ کر دیئے گئے' بیان کیا گیا ہے' طبقات میں بھی ہے کہ واسطہ کا یہ جیل خانہ اس طریقہ سے بنایا گیا تھا کہ نہ اس پر چھت ڈالی گئی تھی اور نہ ایسے حجرے اور مکانات بنائے گئے تھے' جن میں قیدیوں کو کم از کم دھوپ' بارش' سردی سے پناہ ملتی' بلکہ صرف چار دیواری تھی' اسی کے میدان میں لوگوں کو ڈال دیا جاتا تھا۔ خصوصیت اس قید خانہ کی یہ بھی تھی کہ ایک قیدی کے ساتھ دوسرے قیدی کو زنجیروں کے ساتھ جکڑ دیا جاتا تھا' بے چارے ابراہیم تیمی کے ساتھ یہ سب کچھ کیا گیا' کسی اجنبی قیدی کے ساتھ ان کو بھی باندھ دیا گیا اور اسی حال میں وہ جیل کے اندر ڈال دیئے گئے' ماں کو ان کی خبر ہوئی' بچے کی محبت میں بے چاری کوفہ سے کسی نہ کسی طرح واسطہ کے جیل خانہ تک پہنچیں' جیل والوں سے بیٹے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کی اجازت مل گئی' لیکن اس عرصہ میں ابراہیم تیمی کی شکل وصورت اتنی بدل چکی تھی کہ ماں بھی اپنے بیٹے کو پہچان نہ سکی' ماں کو دیکھ کر خود ہی ابراہیم نے ان کو مخاطب کیا' تب آواز سے انہوں نے اپنے بچے کو پہچانا' ناقابل برداشت اور حد سے گزری ہوئی ان تکلیفوں کے بعد بھی ماں پر یہ راز انہوں نے ظاہر نہیں کیا کہ نام سے دھوکہ کھا کر ابراہیم نخعی کی جگہ اس جیل میں مجھے لوگوں نے ٹھونس دیا ہے' بس ماں اپنے بچے کو دیکھ رہی تھی اور بچہ اپنی ماں کو' ابراہیم تیمی کو چھوڑ کر ان کی والدہ ماجدہ روتی ہوئی واپس ہو گئیں' ان کی واپسی کے بعد کہتے ہیں کہ اپنے سینے میں اس راز کو دبائے ہوئے ابراہیم تیمی کا جیل خانے ہی میں انتقال ہو گیا' حجاج واسطہ ہی میں تھا' خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے:

''آج واسطہ میں ایک بہشتی آدمی مر گیا۔''

صبح کو معلوم ہوا کہ جیل خانہ میں ابراہیم نامی قیدی کا انتقال ہو گیا' ہٹ دھرم حجاج جھنجلا کر بولا:

''یہ شیطانی خواب تھا جو رات میں نے دیکھا''

لکھا ہے کہ ابراہیم تیمی بے چارے کو ابراہیم نخعی باور کرتے ہوئے شتر کینہ حجاج نے حکم دیا کہ واسطہ کے گھوڑے پر ابراہیم کی لاش پھینک دی جائے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ حجاج کی اس مذبوحی حرکت پر ابراہیم کی بہشتی روح ہنستی ہوگی' جو ابراہیم نہیں تھا' ابراہیم کا خاکی لباس تھا' حجاج اسی کو گھوڑے پر ڈال کر خوش ہو رہا تھا۔ المسعودی نے مروج میں نقل کیا ہے کہ جس وقت ابراہیم تیمی واسطہ کے جیل خانے میں داخل ہوئے تو سامنے ایک ٹیلہ تھا' اس پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکار رہے تھے:

''جو آج کی آزمائش میں ہیں ان لوگوں کو خدا ہی کی طرف سے عاقبت و راحت کی خوشخبری ہو اور آج اپنے آپ کو جو عافیت میں پا رہے ہیں خدا کی آزمائش کا ان کو انتظار کرنا چاہئے۔ لوگو! ذرا صبر سے کام لو' ذرا ٹھہر جاؤ۔'' (برکال ج۹ ص ۱۰۵)

حجاج بھی چلا گیا اور ابراہیم بھی چلے گئے۔ حجاج نے دنیا کی حکومت کے حکمرانوں کے ساتھ وفاداری کا ایک ریکارڈ قائم کیا لیکن دیکھا گیا کہ حجاج اور جس حکومت کے لئے اس نے یہ سب کچھ کیا تھا ایک چلہ بھی سالوں کے حساب سے پورا نہ کر سکی اور جو کچھ انجام اس کا ہوا اسے بھی دنیا دیکھ چکی۔ اجمالی الفاظ میں اس کا ذکر گزر چکا اور ابراہیم تیمی نے اپنے آپ کو گم کر کے ابراہیم نخعی کو اور ان کے فقہی کارنامہ کو بچا لیا۔ شاید کہا جاسکتا ہے کہ کرۂ ارض کے کروڑہا کروڑ حنفی مسلمانوں کی دینی زندگی کے نظام کی بقاء میں دوسرے اسباب کے ساتھ ابراہیم تیمی کی یہ حیرت انگیز وفاداری بھی شریک ہو: "لمثل هذا فليعمل العاملون"

شاید دنیا کی قوموں میں ابراہیم تیمی کی استقامت' تحمل' رازداری کی مثال مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔ (و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون)

(بشکریہ ماہنامہ ''لولاک'' ملتان)

ختم نبوۃ

بہائی مذہب

یہود کی سازش

اللہ تعالیٰ کی لعنت کی شکار قوم یہود پوری دنیا میں ذلیل و خوار ہوتی رہی۔ دنیا کے ہر یہودی کا خواب ''عظیم ترین اسرائیل'' ہے جس کے لئے یہودی ہر وقت' ہر لمحہ جد و جہد اور سازش میں مصروف رہتے ہیں۔ یہودیوں کے خوابوں کی تکمیل میں ''دین اسلام'' بڑی رکاوٹ ہے بلکہ اسلام کا رکن ''جہاد'' ایسا ہتھیار ہے جس سے یہودیوں کی نیندیں اڑی رہتی ہیں۔ مسلمانوں کو اسلام سے بالکل بناد دینا یا مسلمانوں کی دینی حالت اس حد تک خراب کر دینا کہ وہ کہلائیں تو مسلمان لیکن ان میں اسلامی شریعت کا وجود ہی نہ ہو' یہودیوں کا اہم ٹارگٹ ہے۔ یہودیوں کے بڑوں نے ''گریٹر اسرائیل'' کی تکمیل کے لئے اپنے شیطانی دماغوں سے بہت سی سازشیں تیار کیں جن میں ''بہائی مذہب'' کی ایجاد بھی شامل ہے۔ اس مذہب میں عقائد کے نام پر ہر وہ چیز شامل کر دی گئی جو اسلام کی (نعوذ باللہ) جڑیں کاٹ سکے۔

اس مذہب کی بنیاد یہودی مہرے محمد علی نے رکھی جس نے باب کا لقب اختیار کیا۔ اس کے پیروکار ''بابی'' کہلائے۔ باب نے دسمبر ۱۸۴۴ء میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا' اس کذاب کو جولائی ۱۸۵۰ء میں ایران میں جہنم رسید کیا گیا۔ اس کے بعد دوسرا مہرا آگے بڑھایا گیا۔ مرزا حسین علی نامی یہ شخص ایران گورنمنٹ کے ایک وزیر مرزا عباس کا بیٹا تھا۔ اس دولتمند خاندان کے بہت سے افراد حکومت ایران میں مختلف سرکاری اور فوجی عہدوں پر فائز تھے۔ حسین علی نے بابی مذہب اختیار کرلیا۔ اگست ۱۸۵۲ء میں شاہ ایران پر ناکام قاتلانہ حملہ کرنے والے صادق نامی ''بابی'' کے ساتھ حسین علی بھی گرفتار ہوا۔ چار ماہ بعد ایران میں روس کے یہودی سفیر نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے اس کی رہائی کی سفارش کی' جس پر ایران

مودود احمد

نے اسے جلاوطن کر دیا۔ ۳/مئی ۱۸۶۳ء کو بغداد میں اس کذاب نے دعویٰ کیا کہ وہ تمام انبیاءؑ کا موعود ہے' اللہ کا ظہور ہے اور نبی ہے۔ نبوت کے تمام جھوٹے دعویداروں نے تقریباً ایک جیسے دعوے کئے اور انہیں مرنے کے بعد بھی لعنتیں ملتی رہیں۔ اس مضمون میں بہائیوں کی ان جسارتوں کا ذکر ہے جو انہوں نے دین اسلام کے شفاف چہرے کو بگاڑنے کے لئے کی ہیں اور ان جسارتوں میں یہودیوں کا عمل دخل بھی بالکل واضح ہے۔

حسین علی نے بہاءاللہ کا لقب اختیار کیا۔ باب کے پیروکار جو بابی کہلاتے تھے وہ سب بہائی کہلانے لگے۔ مسلمانوں کے ردعمل سے بچنے کے لئے انہوں نے ہمیشہ تشدد' ضد' بحث سے گریز کیا۔ صرف ایک مرتبہ شاہ ایران پر قاتلانہ حملہ کے بعد انہوں نے ایسی حرکت سے گریز کیا اور عیاری و مکاری سے دھیرے دھیرے مسلمانوں کی صفوں میں سرنگیں بناتے رہے۔ اس طرح یہ یہودی فتنہ بڑھتا رہا۔ بغداد سے عثمانی حکومت نے اسے قسطنطنیہ منگوا کر فلسطین جلاوطن کر دیا۔ روس اور امریکہ میں مقیم یہودیوں نے اپنے اثر و رسوخ سے بہائیوں کا پہلا عبادت خانہ مشرق الاذکار اشک آباد (روس) میں اور دوسرا شکاگو (امریکہ) میں بنانے کی اجازت دلوائی اور اس طرح بہائیوں کو یہودی پلاننگ پر بحیثیت مذہب کام کرنے کی بنیاد فراہم کی گئی۔

اس شخص سے یورپین اور یہودی آفیسر اکثر ملاقاتیں کرتے تھے۔ فلسطین میں اس سے ایک یورپین جنرل نے ملاقات کی۔ یہیں ۱۸۹۰ء میں اس سے کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر براؤن نے چار مرتبہ ملاقات کی۔ ۱۹۱۱ء میں اس نے لندن کا دورہ کیا' وہاں کے لارڈ میئر نے اس کی دعوت کی۔ اسی سال نومبر میں اس نے پیرس (فرانس) کا دورہ کیا۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں امریکہ کا طویل دورہ کیا۔

ختم نبوت

دسمبر۱۹۱۲ء میں لیورپول' جنوری ۱۹۱۳ء میں آزادی نسواں کی لیگ کے اجلاس لندن میں شرکت کی' اس کے بعد برسٹل اور ایڈنبرا کے دورے کئے اور پھر پیرس' جرمنی' ہنگری اور ویانا (آسٹریا) کے دورے کئے۔ ۲۳/ستمبر ۱۹۱۸ء کو برطانیہ نے حیفا پر قبضہ کیا۔ اس جنگ کے شروع ہونے سے پہلے اس نے سب بہائیوں کو حیفا سے نکل جانے کا حکم دیا اور جنگ سے ایک ماہ پہلے ہی مسلمانوں سے بچنے کے لئے تمام بہائی حیفا سے دور جاچکے تھے۔ برطانوی قبضے کے بعد برطانیہ کے بڑے ملٹری آفیسر' سپاہی' جرنیل اس سے ملاقات کے لئے متواتر آتے رہے اور ۲۷/اپریل ۱۹۲۰ء کو حیفا کے انگریز گورنر کے باغ میں بہاءاللہ کو "سر" کا خطاب دیا گیا۔

نبوت کے جتنے بھی جھوٹے دعویدار پیدا ہوئے ہیں ان کا عبرت ناک حشر پوری دنیا کے سامنے ہے۔ لیکن "قادیانیت اور بہائیت" ایسے فتنے تھے جو پلاننگ کے تحت پیدا کئے گئے۔ ان تحریکوں میں دعویدار تو اپنا کردار ادا کرکے اپنا منہ کالا کر گئے لیکن ان کٹھ پتلیوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے عناصر نے ان فتنوں کو آج تک ہر قسم کی مدد دے کر جاری رکھا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹا کر گمراہ کرنا' مسلمانوں میں بے حیائی کا فروغ' مسلمانوں میں سے حب الوطنی کا خاتمہ' مسلمان قوم کو اہم ترین فریضے "جہاد" سے ہٹانا' مسلمانوں کے دل سے یہود و نصاریٰ کی نفرت ختم کرنا' مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے اتحاد و یگانگت کی راہ پر لانا' مسلمانوں کی زندگی سے بعض شرعی احکامات کا اخراج' مسلمانوں کا ایمان اتنا کمزور کرنا کہ وہ شریعت کو فضول سمجھ کر آزاد خیال بن جائیں' اسلامی شرعی عدالتوں کو ختم کرکے غیر اسلامی عدالتوں کا قیام اور مسلمانوں کو علماء کرام سے اتنا بدظن کرنا کہ وہ ان کی قیادت میں متحد نہ ہوسکیں اور یہودیوں کو اپنے عزائم کی تکمیل میں کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے' یہ ان کے بنیادی مقاصد ہیں۔ بہائی مذہب کی نام نہاد تعلیمات (جو بہائیوں کے عقیدے کے مطابق بہاءاللہ نے نازل کی ہیں' (نعوذباللہ) جن کے ذریعے یہودیوں کے مندرجہ بالا عزائم پر عمل ہورہا ہے' کیا ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

☆...... زمانہ ماضی میں مختلف مذاہب متحد ہونے میں اس لئے ناکام رہے کہ ان کے ماننے والوں نے اپنے اپنے بانی دین کو ہی سب سے بڑا سمجھا اور اس کی شریعت کو ہی خدا کی شریعت سمجھا۔

☆...... اتحاد دینی کے لئے بہت سے لوگوں کی راہ میں جو رکاوٹ آتی ہے وہ ان کلمات کا تاثر ہے جو مختلف پیغمبروں پر نازل ہوئے" جو ایک نے حلال کیا تھا دوسرے نے حرام قرار دیا' پھر بھلا دونوں کیسے سچے ہوسکتے ہیں" اور کس طرح یقین آسکتا ہے کہ یہ دونوں مشیت الٰہی کا اعلان کرتے تھے...... ہمارے پہلے ناقص خیالات خدا کے فضل سے زیادہ سلجھے ہوئے حالات سے بدلتے جائیں گے۔

صرف ایک خدا ہی وہ طبیب اعظم ہے جو دنیا کی صحیح تشخیص کرکے مناسب علاج بتا سکتا ہے' ایک نسخہ جو ایک زمانہ میں مریض کے لئے مناسب حال تھا' دوسرے زمانے میں ویسا نہیں رہتا کیونکہ اس وقت مریض کی طبیعت مختلف ہوتی ہے' اگر طبیب ایک نیا نسخہ تجویز کرے اور ہم اسی پہلے نسخہ کے پیچھے لگے رہیں تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طبیب پر ہمارا ایمان نہیں۔ یہودیوں کو اس بات کے سننے سے صدمہ ہوگا کہ کچھ معالجات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تین ہزار برس قبل دنیا کی بیماریوں کے لئے دیئے تھے اب وہ بیکار اور بے وقت ہیں۔ نیز عیسائی بھی یہ سن کر دلگیر ہوں گے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعے یہ ضروری تھا کہ ان باتوں میں کچھ اضافہ کیا جائے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتائی تھیں' اسی طرح "مسلمانوں کو بھی یہ سن کر رنج ہوگا کہ حضرت باب یا حضرت بہاءاللہ کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام بدلنے کا اختیار تھا" مگر اہل بہا کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کی سچی عبادت سے یہ مراد ہے کہ اس کے سب ظہورات یعنی پیغمبروں پر ایمان ہو۔

☆......مسلمانوں کے پاس قرآن اور ایک بہت بڑے ذخیرۂ احادیث کے ذریعے ان کے بانی دین کی زندگی اور تعلیمات کا مستند ذخیرہ ہے مگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خود امی تھے اور آپ کے اولین پیرو بھی اکثر ان پڑھ تھے۔ آپ کی تعلیمات کو لکھنے اور پھیلانے میں جو طریقے اختیار کئے گئے وہ کئی طرح غیر اطمینانی تھے' اس لئے کثیر التعداد "احادیث و اخبار قابل توثیق نہیں ہیں"

☆......حضرت بہاءاللہ نے "صور" پھونکا اور فرمایا تمام لوگ اعتقاد میں ایک ہوجائیں...... نوع انسان میں محبت اور اتحاد کے رشتے مضبوط ہوجائیں' ادیان کے اختلاف اڑ جائیں اور نوعیت کے تفرقے بالکل مٹا دیئے جائیں...... یہ جنگ و جدل' خونریزیاں اور نفاق بند ہونے چاہئیں۔

(جاری ہے)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

قراردادیں

یوم ختم نبوت کانفرنس ۷/ستمبر ۲۰۰۲ء چوک قصہ خوانی پشاور

۷/ستمبر کا تاریخ ساز دن اپنے پس منظر میں ایک صدی پر محیط ہے' عظیم قربانیوں' قید و بند' ہتھکڑیوں اور بیڑیوں' لمبی جیلوں اور شہادتوں سمیت بے شمار صعوبتیں اپنے جلو میں رکھتا ہے' اس دن امت مسلمہ کی تحفظ ختم نبوت کے لئے دی گئی عظیم اور بے دریغ قربانیاں ثمر بار ہوئیں اور پاکستان کی قومی اسمبلی میں انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی معنوی ذریت کو قرآن و سنت اور اجماع امت کے برخلاف ان کے کفریہ عقائد اور امت مسلمہ کے خلاف ان کے مذموم عزائم و مقاصد کی بنا پر ان کے سربراہ پر طویل بحث کے بعد انصاف کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

پشاور میں اس دن کی مناسبت سے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

۱:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کا یہ عظیم الشان اجتماع تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے قائدین' کارکنان اور شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے' جن کی بے مثال قربانیوں اور جدوجہد کے طفیل ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو ممنوع قرار دیا گیا۔

۲:...... یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی سرپرستی کر کے شمع رسالت کے پروانوں کی دل آزاری نہ کی جائے' اور قادیانیوں کو تمام حساس اور کلیدی عہدوں سے فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

۳:...... یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۴ء کا پابند بنایا جائے۔

۴:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور یہ اجتماع اس حوالے سے حکومتی رویے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

۵:...... علاقہ ہشتنگری میں وارث خان نامی قادیانی کو ایک ہفتہ قبل ارتدادی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے' یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۵اے اور ۲۹۸سی کے تحت اسے اس جرم میں سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی قادیانی توہین رسالت پر مبنی لٹریچر تقسیم کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

۶:...... یہ عظیم الشان اجتماع پاکستان میں اکثر این جی اوز کی اسلام کے خلاف قادیانیت کی حمایت اور بہائیت اور عیسائیت کے پرچار اور امدادی کاموں کی آڑ میں ہونے والی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ حکومت ایسی تمام این جی اوز پر پابندی لگائے۔

۷:...... یہ عظیم الشان اجتماع تمام مکاتب فکر کے علماً سے یہ اپیل کرتا ہے کہ دنیائے کفر کے مذموم عزائم کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں اور اس نام نہاد مسلمان کہلانے والے طبقے کی بھرپور مذمت کرتا ہے جو کہ غیروں کی امداد پر ائمہ اربعہؒ خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ اور اہل سنت والجماعت کے خلاف ایک گہری خطرناک سازش کے ذریعے ملک میں انتشار پیدا کر کے دشمنان اسلام کی تقویت کا ذریعہ بن رہا ہے۔

۸:...... یہ عظیم الشان اجتماع کشمیر' فلسطین' لیبیا اور عراق کے سلسلے میں امریکہ اور یورپی ممالک کے دوغلے کردار کی سخت مذمت کرتا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے۔

۹:...... یہ عظیم الشان اجتماع دہشت گردی

کے نام پر دینی مدارس، مذہبی تنظیموں اور علمأ کرام کے خلاف مغربی دباؤ کے تحت شروع کیے گئے پروپیگنڈے کی مذمت کرتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ پاکستان اور دنیا بھر میں ہونے والی کسی بھی دہشت گردی سے علمأ کرام کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ علمأ کرام تو خود دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھانے کی پاداش میں وطن عزیز کے کونے کونے میں آئے دن دہشت گردی کا شکار ہو رہے ہیں۔

۱۰:...... یہ عظیم الشان اجتماع جامع مسجد جنرل جیل کی شہادت پر اس حکومتی اقدام کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مسجد مذکور کو قدیمی بنیادوں پر از سر نو تعمیر کیا جائے اور ملک بھر میں مساجد اور مدارس کو سڑک، پل اور پارک کی آڑ میں شہید کرنے کا پروگرام ترک کیا جائے کیونکہ یہ شعائر اللہ کی بے حرمتی اور اللہ کے قہر و غضب کو للکارنا ہے۔

آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے اراکین نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ قدوۃ العلمأ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے زیر سایہ جملہ مجاہدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو خراج تحسین پیش کیا اور دعا کی کہ اللہ کریم حضرت امیر مرکزیہ کے زیر سایہ ہم سب کو شافع محشر، ساقی کوثر، خاتم النبیین، رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین)

☆☆............☆☆

شرکائے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے

ھدیہ و خوشخبری

اکیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر جو ۳۱/ اکتوبر، یکم نومبر ۲۰۰۲ء کو منعقد ہو رہی ہے، گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی شرکائے کانفرنس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جملہ مطبوعات نصف قیمت پر پیش کی جائیں گی۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے قارئین اس کانفرنس میں شرکت سے ممنون فرمائیں اور اس رعایت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

یاد رہے کہ گزشتہ سال ''احتساب قادیانیت'' کی چار جلدیں شائع ہوئی تھیں۔ اس سال اس کی مزید تین جلدیں شائع ہوگئی ہیں۔ جلد پنجم، ششم، ہفتم خرید کر اپنی لائبریریوں میں اس کے سیٹ مکمل کریں۔

اللہ رب العزت کانفرنس کو مثالی طور پر کامیاب بنائیں اور ہم سب کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا محافظ، کاروانِ ختم نبوت میں شرکت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دوبالا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آپ کا مخلص

طالب دعا

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

مرکزی دفتر، حضوری باغ روڈ، ملتان

ختم نبوۃ

اخبار ختم نبوت

چار نوجوانوں کا قبول اسلام

جیکب آباد (نمائندہ خصوصی) جیکب آباد کے چار نومرتد قادیانی نوجوان قادیانیت کی حقیقت معلوم ہونے پر قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوگئے۔ تفصیلات کے مطابق جیکب آباد میں قادیانیوں کی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں چار نوجوان مرتد ہوکر قادیانیت کے جال میں پھنس گئے تھے۔ اس تشویشناک صورت حال کا علم ہونے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد اور سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے جیکب آباد کا دورہ کیا۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی رہنما ڈاکٹر عبدالغنی انصاری، حافظ مہر محمد، جمعیت طلباء اسلام کے جناب زاہد حسین رند نے اس سلسلہ میں ان سے بھرپور تعاون کیا، جس کی وجہ سے مختلف مساجد میں ان علماء کے جمعہ کے بیانات ہوئے۔ اس موقع پر قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف جلوس نکالا گیا اور روڈ پر دھرنا دیا گیا۔ مولانا بشیر احمد، ڈاکٹر عبدالغنی انصاری اور مولانا محمد حسین ناصر نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صحافیوں اور دیگر مسلمانوں کو قادیانیوں کے عقائد سے آگاہ کیا، جو مسلمان مرتد ہوگئے تھے ان تک ختم نبوت کا لٹریچر پہنچایا گیا۔ اس سے اگلے جمعہ کو مولانا محمد حسین ناصر نے جامع مسجد دستگیر کالونی میں جمعہ کا بیان کیا، مسجد کے بالکل قریب ہی ان افراد کے گھر تھے جو مرتد ہوگئے تھے۔ مولانا نے ان کو مرزائیوں کی اسلام اور ملک دشمنی سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر ان نوجوانوں نے بتایا کہ قادیانیوں نے انہیں کہا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ تو خادم اسلام، امام اور مناظر اسلام تھا اور جیسے بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث ہیں اسی طرح ہم احمدی ہیں یعنی اسلام کا ایک فرقہ ہیں۔ جب ان افراد کے سامنے مرزا قادیانی کے نبوت کے دعوے، خدائی کے دعوے اور مریم و عیسیٰ علیہما السلام ہونے کے دعوے کے ثبوت پیش کئے گئے تو وہ افراد ڈاکٹر عبدالغنی انصاری، مولانا محمد حسین ناصر، حافظ مہر محمد، زاہد حسین رند، مولانا غلام نبی بروہی اور اس موقع پر موجود سینکڑوں افراد کی موجودگی میں قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوگئے۔ ان چاروں نوجوانوں محمد علی کورائی، صلاح الدین کورائی، طوطل کورائی اور احمد علی کورائی نے اس موقع پر کہا کہ ہم دھوکہ میں آکر قادیانی ہوگئے تھے، اب صحیح صورت حال معلوم ہونے کے بعد ہم قادیانیوں پر اور ان کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس موقع پر جمعیت علماء اسلام کے صوبائی رہنما ڈاکٹر عبدالغنی انصاری اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں کو قانون کا پابند بنائے اور ان کی غیر قانونی سرگرمیوں کا سدباب کرے۔

جیکب آباد میں قادیانی ووٹروں کے نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج

جیکب آباد (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء اسلام کے ڈاکٹر عبدالغنی انصاری، حافظ مہر محمد، جمعیت طلباء اسلام کے زاہد حسین رند اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر کی کوششوں سے تیس قادیانیوں کے نام مسلمانوں کی ووٹر فہرست سے خارج کردیے گئے، ان تمام قادیانیوں نے عدالت میں حاضر ہوکر اقرار کیا کہ وہ قادیانی ہیں تو ریوائزنگ آفیسر نے ان کے نام مسلم ووٹر لسٹوں سے خارج کردیے۔ اس موقع پر ڈاکٹر عبدالغنی انصاری، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا زاہد حسین رند نے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب بھی ختم نبوت کی تحریک چلی ہے تو وہ قادیانیوں کی شرارت اور اسلام اور ملک کے خلاف ان کی سرگرمیوں کی وجہ سے چلی ہے اور ہر موقع پر قادیانیوں کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل وخوار کیا ہے۔ حلف نامہ کا حذف کرنا قادیانیوں کی شرارت تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام اور دوسرے علماء کرام کی محنت اور کوششوں سے جب صدر پاکستان نے حلف نامہ کو بحال کردیا تو قادیانیوں کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عدالتوں میں ذلیل کیا اور ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی یاد تازہ ہوگئی۔ علماء کرام نے اپنے بیان میں کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔ حکومت فی الفور ان کو لگام دے ورنہ اب جو تحریک چلے گی وہ قادیانیت کے خاتمہ کی تحریک ثابت ہوگی۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

زیر سرپرستی

مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

یکم شعبان سے شروع ہو رہا ہے

○ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ○ شرکاء کورس کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ○ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا ○ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

(حضرت مولانا) عزیز الرحمن جالندھری

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان

061/514122 ـ 04524/212611

خطاطی: محمد امان اللہ قادری، دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

بمقام

مسلم کالونی چناب نگر

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی

سالانہ دو روزہ

عظیم الشان ختم نبوت ﷺ کانفرنس

تاریخ کا اعلان جلد کر دیا جائے گا

زیر صدارت

مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ

خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوۃ
- حیات عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت

ردِّ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ

سالانہ ردِّ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

فون نمبرز
ملتان — 061/514122
چناب نگر — 04524/212611